اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح

ماہنامہ

مشکوۃ

قادیان

فروری 2003ء
تبلیغ 1382 ھش

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

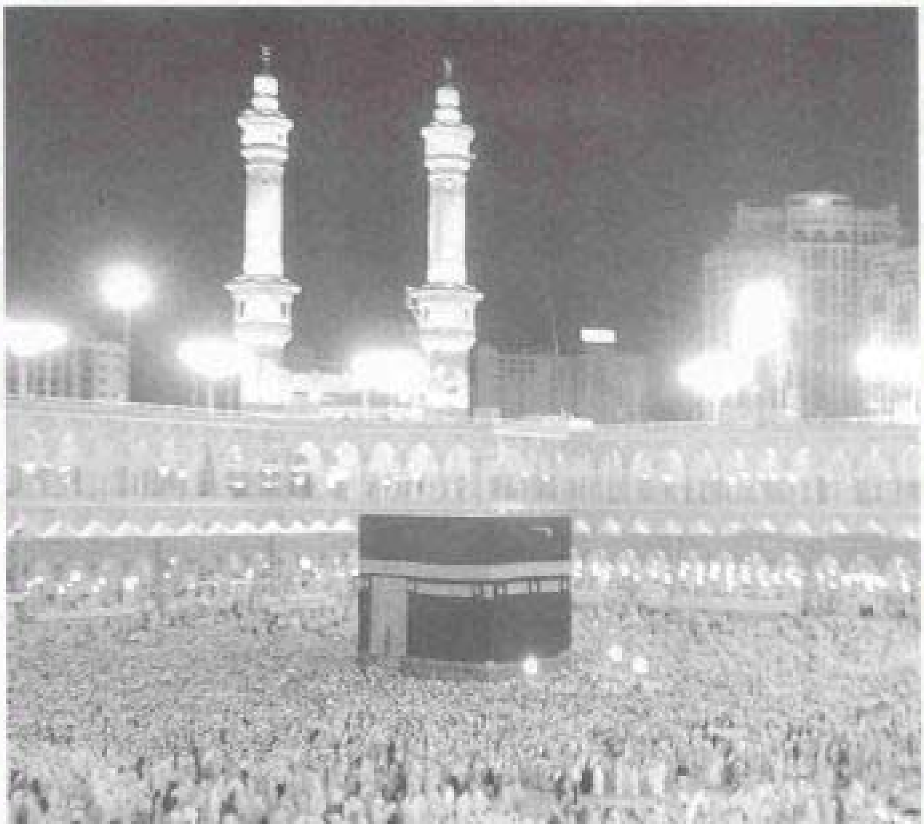

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۞ (آل عمران: ۹۷)

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔

(وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

مکرم سید وسیم کمال صاحب صدر جماعت احمدیہ پیج پہاڑ اسلام آباد و سابق قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر اور مکرم منور احمد صاحب نوری لندن کے اعزاز میں ایوان خدمت میں منعقدہ عصرانہ کے موقع پر لی گئی ایک تصویر۔
(دائیں سے) مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم منور احمد صاحب نوری، مکرم سید وسیم کمال صاحب اور مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب مینیجر مشکوٰۃ

15 نومبر 1997ء کو اس وقت کے صدر جمہوریہ ہند جناب کے آر نارائنن نے مجلس خدام الاحمدیہ اسنور کے ایک خادم مکرم شہاب الرحمن صاحب میر ابن عبدالوہاب صاحب میر کو ان کے Civil Engineering میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر اعزازی سند سے نوازا۔ (فوٹو کی اشاعت میں تاخیر ہوئی ہے ادارہ معذرت خواہ ہے۔)

مورخہ 26 جنوری 03ء کو محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کی یاد میں مسجد احمدیہ فلک نما میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقعہ پر محترم حافظ صالح محمد صاحب الہ دین امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد خطاب فرماتے ہوئے۔ جلسہ کی صدارت محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے فرمائی۔ ان کے ہمراہ مہمان خصوصی محترم عارف احمد صاحب قریشی امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد بھی تشریف فرما ہیں۔

اس موقع پر محترم مولوی محمد کلیم خان صاحب محترم صدر اجلاس کا استقبال کرتے ہوئے۔

جماعت احمدیہ لکھنؤ کے احمدیہ مشن کا ایک منظر۔

مکرم عبدالمنان صاحب عاجز معلم وقف جدید مسجد احمدیہ دہری ارلیوٹ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مکرم نثار احمد صاحب اختر قائد علاقائی جموں اور مکرم عبد المجید صاحب شبنم قائد مجلس دہری ارلیوٹ بھی ہیں۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی عبدہ المسیح الموعود

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(المصلح الموعودؓ)

جلد۲۲ تبلیغ ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمطابق فروری ۲۰۰۳، شمارہ-۲

ضیاپاشیاں

اداریہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	4
کلام الامام	6
”وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا“	7
بچوں کی تربیت کے طریق	11
1903ء کے واقعات پر ایک نظر	14
میرے ابا جان۔ڈاکٹر عبدالسلام	23
ملک ملک کی سیر-۱۰	28
حج۔فلسفہ اور حکمت	31
قرارداد تعزیت	34
جماعت احمدیہ کو قومی یکجہتی ایوارڈ (رپورٹ)	36
بعثت مسیح موعودؑ کے بارے میں ایک ذوقی نکتہ	39
اخبار مجالس	40

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

شاہد احمد ندیم

مینجر: حافظ مخدوم شریف

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم

دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

ایک عظیم الشان تاریخی عہد اور اس کی ولولہ انگیز تکمیل

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دین اسلام کے احیاء اور شریعت اسلامیہ کے ازسرنو قیام اور ساری دنیا میں دین اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تمام انبیاء کے لبادہ میں وہ خدا کا پہلوان دنیا میں ظاہر ہوا اور اپنے آقا و مطاع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں آپ نے بھی اپنی کامل روحانی توجہ اور مقناطیسی شخصیت سے صدیوں کے مردوں کو نئی زندگی بخشی۔ اور آج دنیا کے کونے کونے میں آپ علیہ السلام کے تربیت یافتہ غلمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذریعہ جاری کردہ زندگی بخش "جام احمد" سے مستفید ہوتے ہوئے ساری دنیا کو توحید خالص کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ آج دنیا میں احمدیت کے ذریعہ جو عظیم روحانی معاشرہ کا قیام عمل میں آرہا ہے بفضلہ تعالیٰ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر خالص توحید الٰہی پر اس کی بنیاد ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں فتح اسلام کے لئے جو عظیم آسمانی حربہ عطا ہوا ہے وہ دعاؤں کا حربہ ہے۔ آپ نے اپنی کتابوں میں اس شدومد کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے اور اپنے ذاتی تجارب کی روشنی میں اس کی وضاحت کی ہے گزشتہ صدیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے آج جماعت احمدیہ کو دعا پر جو یقین کامل حاصل ہے وہ دنیا میں کسی اور کو حاصل نہیں۔ سو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے غلبے کے لئے جو عظیم الشان دعائیں کی ہیں اس کا ایک زندہ اور تاقیامت رہنے والا آسمانی نشان سیدنا حضرت المصلح الموعود کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جنوری 1886ء میں دعویٰ ماموریت سے قبل آپ نے خدائی اذن کے موافق ہوشیار پور میں چالیس روز تک خصوصی دعاؤں اور عبادات میں مشغول رہنے، خدا تعالیٰ سے بھاری بشارتیں ملنے کے بعد جو پیشگوئی موعود بیٹے کی ولادت کے بارہ میں فرمائی وہ ایسی ہے کہ مذہبی تاریخ میں عدیم المثال ہے۔ جو جو صفات اس موعود بیٹے کی اس میں بیان ہوئیں ان کا حرف بحرف پورا ہونا احمدیت کی صداقت کے اثبات کے لئے دلائل و براہین کے ناقابل تسخیر سلسلہ ہائے کوہ ہے۔ جس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ یہ قیامت تک خدا تعالیٰ کی ہستی کے اثبات، قرآن مجید اور اسلام کی حقانیت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے اثبات کے لئے زندہ اور تابندہ نشان کے طور پر قائم رہے گا۔

اس عظیم الشان نشان آسمانی کی اہمیت و عظمت کو احباب جماعت کے ذہنوں میں مستحضر کرنے کے لئے اور اس کے فیوض و برکات سے دنیا کو روشناس کروانے کے لئے جماعت احمدیہ 20 فروری کو یوم مصلح موعود کے طور پر مناتی ہے۔ اور ساری دنیا میں مختلف پروگراموں کے ذریعہ اس عظیم الٰہی نشان کے مختلف پہلوؤں کو منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ اس عظیم پیشگوئی کی تفاصیل جماعت کی طرف سے شائع ہونے والی سینکڑوں کتابوں اور رسائل میں شائع ہوئی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ یہاں صرف سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک تاریخی عہد کی طرف اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی توجہ مبذول کروانا مقصود ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات 26 رمئی 1908ء کو لاہور میں ہوئی۔ حضرت اقدس کے خاندان کے افراد بھی وہیں تھے۔ اس وقت سیدنا حضرت المصلح الموعود مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے جو عہد کیا ہے وہ ایک ایسا تاریخی عہد ہے کہ آپ کی نصف صدی سے زائد عرصہ کی خلافت کا ایک ایک لمحہ دراصل اس عہد کی تکمیل ہے۔

اُس وقت آپ کی عمر صرف 19 سال تھی۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عہد کیا:

"اے خدا میں تجھ کو حاضر و ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔"

ناظرین! ذرا غور تو کیجئے! 19 سال کا ایک نوجوان۔ کس قدر اولوالعزمی کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے اور ساری زندگی اس عہد پر قائم رہتا ہے۔ یہ صرف آپ کی زندگی تک محدود نہیں رہا بلکہ آپ نے اس رنگ میں جماعت کی تربیت فرمائی کہ آپ کے ہمنوا بن کر ہزارہا کی تعداد میں عشاق دین اسلام

اس عہد پر قائم رہے اور احمدیت کی تبلیغ واشاعت میں انتھک محنت کی۔آپ رضی اللہ عنہ کے ولولہ انگیز جذبہ تبلیغ سے سرشار ہوکر آپ کی جماعت نے سب کچھ اس راہ میں نچھاور کر دیا۔1914 میں مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے جس رنگ میں خدمت دین اور اشاعت اسلام کا کام کیا اور اندرونی و بیرونی حملوں کا میاب مقابلہ کیا وہ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ واقعی آپ نے اس عہد کو نبھایا ہے جو آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقع پر خدا تعالیٰ کے حضور کیا تھا۔

پس آج ہمیں اس تاریخی عہد سے جوش اور ولولہ پاتے ہوئے جماعتی کاموں میں آگے آنے کی ضرورت ہے تا کہ جماعت میں ہزارہا ایسے وجود پیدا ہوں جو ان صفات حسنہ سے متصف ہوں جو سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے مبارک وجود میں جلوہ گر تھیں اور وہ نور ہمارے ذریعہ سے پوری دنیا میں منعکس ہو جس کی جلوہ نمائی حضرت المصلح الموعودؓ کے ذریعہ ہوئی اور جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔

پس آج جس کثرت کے ساتھ جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے اور لاکھوں کروڑوں افراد آغوشِ اسلام احمدیت ہو رہے ہیں اس حیرت انگیز انقلاب کا تقاضا ہے کہ قریہ قریہ بستی بستی ایسے ''مصلحین'' پیدا ہوں جو اپنے ذاتی نمونہ کے ذریعہ، اپنے تقرب باللہ کے ذریعہ ان نو واردین کی اصلاح کر سکیں اور اسلامی تعلیم کی عظمت اور برتری ثابت کر سکیں

مجلس خدام الاحمدیہ و دیگر ذیلی تنظیموں کا وجود بھی دراصل سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں میں سے ہے۔آج جماعتی تربیت میں یہ تنظیمیں جو مثبت کردار ادا کر رہی ہیں وہ ناقابلِ تردید ہے۔

بالآخر سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ہی الفاظ میں اراکین مجلس واحباب جماعت کو خوشخبری ہو:

''خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں یا اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اُس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر دنیا کا زندہ نبی نہ تسلیم کر لیا جائے۔'' (الموعود صفحہ 212)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عہدِ محمودؓ سے ولولہ پاتے ہوئے وہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

زین الدین حامد

ہوالشافی ہومیو پیتھک کلینک قادیان
We Treat but Allah Cures
۱) ڈاکٹر سید سید احمد صاحب Ph:(R)-20432
۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 20351
محلہ احمدیہ قادیان
پنجاب 143516
Ph:-(Clinic)
01872-22278

MANUFACTURERS,
EXPORTERS & IMPORTERS
OF
ALL KINDS OF FASHION
LEATHER
janic eximp
16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39
PH: 91-33-3440180 FAX: 91-33-344 0180
MOB: 098310 78430 E-mail: janiceximp@usa.net

فی رحاب تفسیر القرآن

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۞ ﴿العلق﴾

قسط ۱۷

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر سے ماخوذ

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

ترجمہ: اس نے انسان کو (وہ کچھ) سکھایا ہے جو وہ (پہلے) نہیں جانتا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پیدائش انسانی کے متعلق اوپر کی آیت میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے اس کی مزید وضاحت اور تائید اس آیت سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسان کو وہ باتیں سکھائیں گے جو اس سے پہلے اس کے علم میں نہیں تھیں۔ چنانچہ قرآن ایسے علوم سے بھرا پڑا ہے جو اسلام سے قبل نہ فلسفہ کی مدد سے حل ہو سکتے تھے اور نہ عیسائیت اور یہودیت نے ان کو حل کیا تھا۔ مثلاً توحید کے متعلق اسلام نے جو تعلیم پیش کی ہے وہ ایسی شاندار ہے کہ آج تک دنیا کا کوئی مذہب توحید کے متعلق ایسی جامع اور مکمل تعلیم پیش نہیں کر سکا۔ اسی طرح نبوت کے متعلق قرآن کریم نے اس تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے کہ جس کی نظیر دنیا کا اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ باوجود اس بات کے کہ قرآن اس قوم میں نازل ہوا تھا جس میں ایک لمبے عرصہ سے کوئی نبی نہیں آیا تھا اور باوجود اس بات کے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم بھی اس قوم میں محفوظ نہیں تھی اور وہ قطعی طور پر نبوت اور اس کی تفصیلات سے ناواقف تھے پھر بھی نبوت کے متعلق اسلام نے جس قدر سیر کُن بحث کی ہے اسکی مثال نہ عیسائیت پیش کر سکتی ہے اور نہ یہودیت پیش کر سکتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قوم میں مبعوث ہوئے تھے جس میں آپ سے قبل درجنوں نہیں سینکڑوں انبیاء آ چکے تھے اور نبوت کے متعلق اپنے اپنے رنگ میں روشنی ڈال چکے تھے پھر بھی عیسائی آج انجیل سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ نبی کی کیا تعریف ہوتی ہے۔

جن دنوں غیر مبائعین سے ہمارا مقابلہ زوروں پر تھا میں نے بڑے بڑے بشپوں، سکھ گیانیوں، پنڈتوں اور یہودیوں کے فقیہوں سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ آپ کے مذہب میں نبی کی کیا تعریف ہے؟ اس کا جواب بعض نے تو دیا ہی نہ اور بعض نے صاف طور پر اعتراف کیا کہ ہمارا مذہب اس بارہ میں بالکل خاموش ہے۔ چنانچہ ایک بڑے بشپ کی طرف سے بھی یہی جواب آیا کہ اس مضمون کے متعلق ہماری کُتب میں کوئی تفصیل نظر نہیں آتی۔ مگر اسلام نے ان امور پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ نبی کی کیا تعریف ہے۔ نبی کب آتے ہیں۔ لوگ نبیوں سے کیسا سلوک کرتے ہیں۔ نبیوں کی صداقت کے کیا معیار ہیں یہ اور اسی قسم کے اور تمام مسائل اسلام میں پوری وضاحت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ پس فرماتا ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ. اللہ تعالیٰ تمام علوم کی تکمیل قرآن کریم کے ذریعہ کرے گا۔ بے شک توحید کا عقیدہ دنیا میں موجود ہے مگر ابھی اس کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اسی طرح بے شک ملائکہ کو لوگ مانتے ہیں، کُتب پر ایمان رکھتے ہیں، رسولوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر ملائکہ، کُتب الٰہیہ اور ایمان بالرسول کی حقیقت سے پوری طرح واقف نہیں۔ اگر اُن سے پوچھا جائے کہ خدا کے ایک ہونے کا کیا مفہوم ہے تو وہ اس کا جواب دینے سے قاصر رہیں گے۔ لیکن قرآن دنیا کو بتلائے گا کہ توحید کا کیا مفہوم ہے۔ اور کون کون سی باتیں انسان کو، شرک میں مبتلا کرنے والی ہیں۔ یا مثلاً اگر کوئی شخص سوال کرے کہ

ملائکہ کیا چیز ہیں، وہ کیوں پیدا کئے گئے ہیں، کیا کیا کام ان کے ذمہ ہیں، اگر ملائکہ نہ ہوتے تو کیا نقص واقع ہوتا؟ تو ان سوالات کا تمام بائبل سے جواب نظر نہیں آئے گا بائبل یہ تو بتا دے گی کہ خدا تعالیٰ نے فرشتے پیدا کئے ہیں اور وہ انبیاء کی طرف اس کا کلام لاتے ہیں ۔مگر ملائکہ کی حقیقت یا ان پر ایمان لانے کے فوائد بیان نہیں کرے گی لیکن قرآن صرف یہی نہیں بتائے گا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں بلکہ یہ بھی بتائے گا کہ اس نے ملائکہ کو کیوں پیدا کیا۔ ملائکہ کے کیا کام ہیں۔ انسان ملائکہ سے اپنا تعلق کس طرح بڑھا سکتا ہے۔ کن امور کے نتیجہ میں ملائکہ سے انسانی تعلق کم ہو جاتا ہے۔ یا مثلاً اگر کوئی شخص سوال کرے کہ مرنے کے بعد کیا کیفیت ہوتی ہے تو اسلام کے سوا اور کوئی مذہب اس پر تفصیل کے ساتھ روشنی نہیں ڈال سکے گا۔ نہ یہودیت مرنے کے بعد کے حالات بتاتی ہے نہ عیسائیت مرنے کے بعد کے حالات بتاتی ہے اور نہ کوئی اور مذہب مرنے کے بعد کے حالات بتاتا ہے۔ صرف اسلام دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو اس پر ایسی سیر کن بحث کرتا ہے کہ انسانی قلب مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کی روح اپنے اندر سکینت محسوس کرتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ سوال ہو کہ اخلاق فاضلہ کیا چیز ہیں۔ کس بناء پر بعض اخلاق کو اچھا کہا جاتا ہے اور بعض کو بُرا۔ اخلاق کی تعریف کیا ہے۔ اخلاق اور روحانیت میں مابہ الامتیاز کیا ہے تو اس کو ان تمام امور کا جواب صرف قرآن سے ہی مل سکتا ہے اور کُتُب کی ورق گردانی یا اور مذاہب کی کاسہ لیسی انسانی قلب کو مطمئن نہیں کر سکتی۔ اسی حقیقت کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان نہایت ہی مختصر مگر جامع الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے کہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ یعنی قرآن اور اسلام کے ذریعہ دنیا کو وہ وہ علوم سکھائے جائیں گے جو اس سے پہلے اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئے چنانچہ اس کا عملی ثبوت موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے ذریعہ ظاہر کر دیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ میں منتظمین کی طرف سے پانچ اہم سوالات پیش کئے گئے تھے اور مختلف مذاہب کے نمائندگان کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی رو سے ان سوالات کا جواب دیں اس جلسہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مضمون لکھا اور جو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے چھپا ہوا موجود ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام سوالات کا قرآن کریم سے جواب دیا اور ایسی سیر کن بحث کی جب وہ مضمون جلسہ میں پڑھا گیا تو متفقہ طور پر لوگوں نے اس مضمون کو باقی تمام مضامین سے بالا قرار دیا اور اخبارات نے اعتراف کیا کہ اس جلسہ میں سب سے بالا مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی کا مضمون رہا ہے۔ جس کے دوسرے معنی یہ تھے کہ سب سے بالا قرآن کا مضمون رہا کیوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ لکھا تھا قرآنی آیات کے حوالہ اور ان کی روشنی میں لکھا تھا اپنی طرف سے کوئی بات پیش نہیں کی تھی۔ یہ عملی ثبوت اس بات کا تھا کہ دنیا قرآنی علوم کا مقابلہ کرنے سے بالکل عاجز ہے۔ باوجود اس بات کے کہ یہ قید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مضمون کے لئے خود ہی بڑھالی تھی کہ میں جو کچھ بیان کروں گا قرآن کریم کی روشنی میں بیان کروں گا۔ اور باوجود اس کے کہ دوسرے لوگ آزاد تھے اور وہ اختیار رکھتے تھے کہ عقلی دلائل اپنی تائید میں پیش کر دیں یا فلسفہ کی رو سے اپنے مذہن کو غالب ثابت کر دیں پھر بھی وہ اس مقابلہ میں ناکام رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک زائد قید اپنے اوپر لگا کر قرآن کریم سے وہ علوم نکال کر رکھ دئے جن کا عشر عشیر بھی اور کسی مذہب کے نمائندہ نے بیان نہ کیا۔

(جاری)

(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۶)

اعلان

تمام قائدین و عہدیداران مجالس سے گذارش ہے کہ سال رواں کا بجٹ اور تجنید مرتب کر کے جلد از جلد مرکز بھجوائیں۔ مزید تاخیر نہ کریں۔ (معتمد خدام الاحمدیہ بھارت)

کلام الامام

عظیم الشان نشانِ رحمت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصلح موعود کے بارے میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء ص ۳)

"وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"

احمدی نوجوانوں کی تنظیم ــــ حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم احسان

(یہ مضمون آج سے انچاس سال قبل ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریر فرمایا تھا۔ آپ اس وقت نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدے پر فائز تھے۔ یہ مضمون پہلی مرتبہ نومبر ۱۹۶۴ء کے "خالد" میں شائع ہوا تھا۔ اب افادۂ عام کی خاطر ادارۂ مشکوٰۃ اس کو دوبارہ شائع کر رہا ہے۔)

ایک قوم کا راہنما اُس قوم کا مُحسن بھی ہو سکتا ہے اور قوم کو ہلاک کرنے والا بھی۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اپنی قوم کو ہلاکت کے سیلاب سے بچا کر کامیابی کے گھاٹ پر اُتارتے ہوئے نظر آتے ہیں وہیں ہمیں فرعون کی یہ تصویر بھی دکھائی دیتی ہے کہ فَاَوْرَدَھُمُ النَّارَ وہ اپنی قوم کو جہنم کی طرف لے گیا۔ پس رہنما کی حیثیت بڑی اہم اور غیر معمولی ذمہ داری کی حامل ہوتی ہے اور خوش بخت ہوتا ہے وہ راہنما جو اپنی قوم کا مُحسن ہو اور خوش نصیب ہوتی ہے وہ قوم بھی جسے ایک مُحسن راہنما عطا ہو۔ کیونکہ اس کے احسانات کا دائرہ ایک عام مُحسن کے احسانات کی طرح محدود نہیں ہوتا بلکہ بنی نوعِ انسان کا ایک وسیع حصہ اس سے فیضیاب ہوتا ہے۔

میں آج اپنے جس راہنما کے ایک احسان کا تذکرہ کرنے لگا ہوں اس کی تو پیدائش سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر رکھا تھا کہ وہ قوم کا ایک مُحسن راہنما ہوگا اور اپنے حُسن و احسان میں امامِ آخر الزمان کا نظیر ہوگا۔ یہی نہیں کہ صرف اس کی اپنی قوم ہی اس کے احسانات سے فیضیاب ہوگی بلکہ وہ فیض بہت سی قوموں کے لیے عام ہوگا۔ قومیں اُس سے برکت پائیں گی اور وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

حضرت المصلح الموعود کے حُسن و احسان کا ذکر لمبے تذکروں اور عمر بھر کی محفلوں کو چاہتا ہے۔ آپ کے احسانات میں سے بعض تو انفرادی نوعیت کے ہیں اور آپ کے زمانۂ خلافت میں لاکھوں کی جماعت میں جابجا بکھرے پڑے ہیں۔ پھر وہ جماعت کے دائرہ تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ بلکہ غیر از جماعت افراد میں سے بھی سینکڑوں ہزاروں نے مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں ان کے میٹھے پھل چکھے بلکہ خوب سیر شکمی کے ساتھ ان سے لطف اندوز ہوئے۔ لیکن ان احسانات کا تذکرہ نہ تو میرا مقصود ہے نہ ہی میں بعض مصالح کے پیشِ نظر ان کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں۔ میں نے اپنے اس مضمون کے لیے جس نوعیت کے احسانات میں سے ایک کو چُنا ہے وہ قومی احسانات ہیں جن کے دائرے میں کم و بیش ایک قوم کے تمام افراد سما سکتے ہیں جو ایسی بارش کی طرح ہوتے ہیں کہ جن وسیع علاقوں پر برستے ہیں شاداب اور بنجر زمینوں کی تمیز نہیں کرتے چٹانیں بھی ان سے ویسا ہی حصہ پاتی ہیں جیسے زرخیز زمین، ریگستانوں پر بھی ویسا ہی برستے ہیں جیسے بوستانوں پر۔

پھر یہ احسانات بھی آگے دو قسموں میں منقسم کیے جا سکتے ہیں۔ کچھ ایسے جن کو وسعتِ مکانی تو حاصل ہو لیکن وسعتِ زمانی سے محروم ہوں اور ان کا عرصۂ فیض عارضی اور وقتی ہو۔ جیسے ہمیں کئی قسم کی وقتی مگر شدید مشکلات اور خوفناک ابتلاؤں میں سے مختلف وقتوں میں حضور کامیابی کے ساتھ نکال کر لے جاتے رہے۔ ایسے تمام احسانات گو بہت ہی عظیم الشان نوعیت کے ہیں اور اس لائق ہیں کہ ہمیشہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں لیکن اس سے بھی انکار نہیں کہ ان کا عرصۂ فیض عارضی تھا۔ ان کے مقابل پر بعض قومی احسانات وسعتِ مکانی بھی اپنے اندر رکھتے ہیں اور وسعتِ زمانی بھی۔ میرے نزدیک احسانات کی جُملہ اقسام میں سے یہ قسم سب سے زیادہ حسین، قابلِ ستائش اور لائق شکریہ ہے۔

صاحبِ شریعت انبیاء کے سوا بہت کم دوسرے راہنماؤں کو خواہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی یہ توفیق ملتی ہے کہ اس قسم کے مستقل اور وسیع نوعیت کے احسانات سے جو گویا ایک وسیع اور عظیم الشان صدقۂ جاریہ کا رنگ رکھتے ہوں اپنی قوم کو نوازیں۔ اس پہلو سے دُنیا کا مُحسنِ اعظم، حُسن و احسان میں لاثانی، جس کے پاسنگ کو بھی کوئی دوسرا نہیں پہنچتا، بلا شبہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذاتِ والا صفات ہے کہ اپنے احسان میں عرب و عجم اور گورے کالے کی تمیز نہ رکھی اور دُنیا کی ہر قوم کا مُحسن

بن کر آئے اور زمانے کی انتہاء تک آپ کے احسانات کا سلسلہ ممتد ہوا۔ یہ محض آپ ہی کی قوتِ قدسیہ کا فیض ہے کہ آپ کے غلام زادوں کو بھی آپ کی پیروی میں آپ کے اس عظیم الشان حُسن و احسان میں سے کچھ حصہ ملا اور ان کا دائرۂ فیض بھی وسیع ہوا اور ان کا عرصۂ فیض مختلف زمانوں تک ممتد ہوا۔

حضرت مصلح موعود کے اِس نوعیت کے احسانات میں سے آج میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا ذکر کرتا ہوں اور یہ احسان اتنا عظیم الشان اور ایسا دُور اثر ہے کہ اس کی عظمت کا صحیح اندازہ شاید بعد کے آنے والے مؤرخین ہی صحیح لگا سکیں ہماری نظر میں اپنے قُرب کی وجہ سے ابھی اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی اہل نہیں۔

قوموں کی اخلاقی ترقّی اور تنزل کے اتار چڑھاؤ کے خطوط کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اخلاقی گراوٹ ہمیشہ نوجوان نسلوں کے ذریعہ شروع ہوتی ہے گویا ہر دوسری نسل زینے کے اگلے قدم کی حیثیت رکھتی ہے اور بالعموم قوموں کا اخلاقی سفر اپنی ہر اگلی نسل کی اخلاقی گراوٹ کے ذریعے ایک زینہ اُترتے ہوئے شخص کے مشابہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے اسی خطرے سے مسلمانوں کو مختلف رنگ میں خبردار فرمایا لیکن افسوس کہ انہوں نے خطرے کی ان جھنڈیوں کی کچھ پروانہ کی اور اس بروقت تنبیہہ سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس خطرے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ فَخَلَفَ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ کہ قومیں اس طرح تنزل اختیار کرتی ہیں کہ جب نیک نسلیں چھوڑ جاتی ہیں جو عبادتِ الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں اور ہوا و ہوس سے آنکھ مچولی کھیلنے لگتے ہیں۔ پس اس نئی نسل کی حفاظت کی غرض سے بلکہ ہر آئندہ نسل کو ٹھوکروں سے بچانے اور استحکام بخشنے کی خاطر ۳۱رجنوری ۱۹۳۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے کہ جب جماعت مصری فتنے سے نبرد آزما تھی چنانچہ سب سے پہلے مجلس خدام الاحمدیہ کے سپرد جو کام کیا گیا وہ اسی فتنے کا مقابلہ تھا لیکن یہ تو ایک وقتی اور معمولی بات تھی۔ خدام الاحمدیہ کے قیام کی اصل غرض و غایت اس سے بہت زیادہ وسیع، اہم تر اور شاندار تھی۔ اپنی ابتدائی صورت میں مجلس خدام الاحمدیہ صرف دس نوجوانوں پر مشتمل تھی لیکن بہت جلد اس کا پھیلاؤ بڑھ گیا اور بالآخر تمام احمدی نوجوانوں کی اسمیں شمولیت لازمی قرار پائی۔ قیام کے پانچ روز بعد یعنی ۴رفروری ۱۹۳۸ء کو اِس مجلس کا باقاعدہ نام مجلس خدام الاحمدیہ رکھا گیا۔ ابتداء میں مطمح نظر تحصیلِ علم کے بعد قلمی جہاد کرنا تھا چنانچہ یہ چند نوجوان قرآن و حدیث، تاریخ و فقہ اور دیگر اسلامی علوم سے ٹھوس استفادہ کرنے کے بعد اہم دینی مسائل پر مضامین لکھنے کی مشق کرتے اور ان میں سے بعض اخبارات میں بھی شائع کرواتے۔ ان مضامین سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خود اپنی اِس قیمتی رائے کا اظہار فرمایا کہ

> ''وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ دوسرے مضمونوں سے دوسرے نمبر پر نہیں ہیں۔''

ان دنوں مجلس خدام الاحمدیہ کی مثال ایک عظیم الشان دریا کے منبع کی طرح تھی جو ایک چھوٹے سے پہاڑی چشمے کی صورت میں پھوٹتا ہے اور اس کے دہانے پر کھڑے ہو کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ یہی پانی بڑھ کر عظیم الشان دریا بن جائے گا جس سے نہریں نکالی جائیں گی اور پیاسی زمینیں سیراب کی جائیں گی۔ چنانچہ بعینہٖ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ کا چشمہ بھی پھوٹا۔ اِس چشمہ کے مقدر میں ایک نافع الناس دریا بننا تھا جس کا دھارا دن بدن نئے مقاصد کی شمولیت کے ساتھ موٹا ہوتا چلا گیا اور کاموں کا پھیلاؤ دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا۔ تربیت کے نئے نئے پروگرام مرتب ہونے لگے اور اس ذہن سے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ آبپاشی کی نئی نئی سکیمیں پھوٹنے لگیں۔ ''وقارِ عمل'' کے ذریعے خدام الاحمدیہ سے توقّع کی گئی کہ وہ جھوٹی عزّتوں کو مٹا کر ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہی میں عزّت اور فخر محسوس کریں۔ معذوروں، مسکینوں اور بیوگان وغیرہ کی خبر گیری کی تلقین کے ساتھ شعبۂ خدمتِ خلق وجود میں آیا اور اپنی ذات میں یہی ایک وسیع لائحہ عمل کی صورت اختیار کر گیا۔ نماز باجماعت کے قیام کی جدّ و جہد بھی خدام الاحمدیہ کے سپرد کی گئی۔ اور یہ کام بھی اپنی اہمیت کے لحاظ سے خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل میں ایک نمایاں حیثیت اختیار کر گیا اور صرف اسی حد تک نہیں رہا بلکہ دیگر تربیتی امور کی شمولیت کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک اہم اور بنیادی شعبہ بن گیا جسے ''شعبہ تربیت'' کہا جاتا ہے۔ انسدادِ آوارہ گردی کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ لغویات سے روکنے کا کام بھی سپرد ہوا۔ غرضیکہ گزرتے ہوئے وقت کے پہلو بہ پہلو مجلس خدام الاحمدیہ جُوں جُوں اپنا یہ تاریخی سفر طے کرتی چلی گئی آسمانی پانی سے بھرپور نئے ندی نالے اس میں آ آ کر ملتے رہے۔ کہیں تربیتی پروگرام کے نالے نے اس کے حجم میں اضافہ کیا اور کہیں خدمتِ خلق کا نالہ اس میں آ شامل ہوا۔ تبلیغ کا بھی ایک علیحدہ پروگرام مجلس کے سپرد کیا گیا اور شعبہ تبلیغ کی الگ بنا ڈالی گئی۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء کے اواخر تک یہ مجلس صرف پروگرام کے لحاظ سے ہی وسیع تر نہیں ہوئی بلکہ اپنی رُکنیت کے لحاظ سے بھی اسکے دائرے نے چند

افراد سے پھیل کر ساری جماعت کے نوجوانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اَب ہر وہ فردِ جماعت جو پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال کی عمر تک ہو بحیثیت ایک احمدی نوجوان لازماً اس کا ممبر شمار ہونے لگا......۔''

حضور نے جس عظیم اور مستقل مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر اِس مجلس کو قائم فرمایا تھا وہ حضور کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے:-

''میری غرض اِس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہَوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولاد کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ سمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرلے جو دُنیا کے لیے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسل تک یہ تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔''

(الفضل ۱۷/فروری ۱۹۳۹ء)

- پھر حضور فرماتے ہیں:-

''مَیں دیکھ رہا ہوں کہ سلسلے پر کیا کیا حملہ کیا جائے گا اور مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اور اس کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں اور درحقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے اس فوج کی جس فوج نے احمدیت کے جھنڈے کو فتح اور کامیابی کے ساتھ دشمن کے مقام پر گاڑنا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو اِن باتوں سے واقف نہیں ہیں وہ میری باتوں کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ آج نوجوانوں کی ٹریننگ اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کچھ نہیں ہو امگر جب قوم تربیت پاکر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے دُنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اُٹھنے پر اُٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دُنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے۔''

(الفضل ۷/فروری ۱۹۳۹ء)

پس کیا کسی راہنما کا اپنی قوم پر یہ احسان کم ہے کہ وہ اس کے موجود نوجوانوں کی تربیت کا ہی نہیں بلکہ نسلاً بعد نسلٍ نوجوانوں کی ہر آنے والی پَود کی تربیت کا بھی ایک ایسا شاندار اور باقی رہنے والا انتظام کرے کہ وہ خام مال کی طرح اس کے قائم کردہ تربیت کے ایک عظیم الشان کارخانہ میں داخل ہوں اور جب دوسرے کنارے سے تیار ہو کر نکلیں تو ایک اعلیٰ درجہ کی صیقل شدہ مکمل کُل کی صورت اختیار کر چکے ہوں جو نظامِ اسلام کا ایک زندہ خلاصہ ہو۔

مَیں مجلس خدام الاحمدیہ کے رُکن کی حیثیت سے.......... یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر احمدی نوجوان مجلس خدام الاحمدیہ کے عظیم الشان کارخانے میں سے وسیع پیمانے پر طوعاً و کرہاً نہ گزارے جاتے تو آج احمدیت کے مسائل سینکڑوں گنا زیادہ بھیانک صورت اختیار کر چکے ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تربیت یافتہ صحابہؓ کے گذر جانے کے بعد ہماری مثال ایک ایسے ملک کی سی ہوتی جس کی فوج ابتداء چیدہ چیدہ نامور مشاق ماہرِ فن سپاہیوں پر مشتمل ہو لیکن رفتہ رفتہ وہ سارے سپاہی ملک کے نام کی خاطر اپنا اپنا وقت پورا کر کے قربان ہو جائیں اور اُس وقت یہ تکلیف دِہ بھیانک صورتِ حال واضح ہو کہ ان کی جگہ لینے کے لیے سپاہیوں کی کوئی دوسری فوج واضح ہو کہ ان کی جگہ لینے کے لیے سپاہیوں کی کوئی دوسری فوج تیار نہیں۔ نہ ہی کوئی ایسی تربیت گاہ موجود ہے جہاں سے ڈھل ڈھل کر نئے سپاہی پُرانے گذرنے والوں کی جگہ لینے کے لیے آگے آتے رہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ نے نئی نسلوں کی تیاری کے سلسلے میں بعینہٖ...... تربیت گاہوں کا سا کام کیا ہے اور احمدیت کے بقا اور قیام کے سلسلہ میں اس کی تحریک کی قیمت کا اندازہ کرنا ہر نظر کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لیے ایک جوہری کی آنکھ کی ضرورت ہے اور ایک ماہرِ فن کی بصارت درکار ہے۔ مَیں مشاہدہ کی بناء پر نہایت بصیرت سے یہ گواہی دیتا ہوں کہ مصلح موعود کے دوسرے تمام احسانات سے اگر وقتی طور پر آنکھیں بند بھی کر لی جائیں تو صرف مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام ہی آپ کو سچا اور برحق مصلح موعود ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ کتنی بگڑی ہوئی زندگیاں اِس نظام کے ذریعے سنور گئیں اور سنورتی چلی جارہی ہیں۔ کتنے ہی اسلام سے دُور ہوتے ہوئے قدموں کو اس کی سلاسل نے تھام لیا۔ کتنے ہی غیر ذمہ دار کندھوں پر ذمہ داری کے بوجھ لا دے اور غلامانہ ان کو اسلام کی خدمت کے لیے مسخر کر لیا۔ مجھ سے ایک مرتبہ ایک بڑی مجلس کے قائد نے بیان کیا کہ اگر مجلس خدام الاحمدیہ کی تحریک نہ ہوتی تو مَیں شائد اسلام ہی سے نہیں بلکہ خدا سے بھی برگشتہ ہو چکا ہوتا۔ انہوں نے میرے سامنے جو اپنی زندگی کے حالات بیان کیے ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ

اپنی کالج کی تعلیم کے زمانہ میں کلیۃً مذہب سے متنفر ہو چکے تھے اور احمدیت سے عملاً لاتعلق ہو گئے تھے لیکن ان کے احتجاجات کے باوجود مجلس خدام الاحمدیہ کے کارندوں نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا اور آخر رفتہ رفتہ دین کی محبت کا ایسا شعلہ ان کے سینے میں بھڑکا دیا اور خدمتِ اسلام کی ایسی لَو لگادی کہ اب خدام الاحمدیہ انہیں چھوڑ بھی دے تو وہ اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ تو صرف نمونہ کی ایک مثال ہے لیکن فی الحقیقت ایسی مثالیں ایک یا دو یا سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزار ہا سے بڑھ کر ہوں گی کہ دین سے دُور ہٹتے ہوئے نوجوانوں کو مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی برکت سے اپنا رُخ موڑ کر دین کی طرف والہانہ قدموں کے ساتھ بڑھنے کی توفیق ملی اور اس حقیقت کا تو ہر خادم زندہ گواہ ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے طفیل اسے کتنی ہی نیکیوں کے اختیار کرنے کی توفیق ہوئی اور کتنی ہی بدیوں سے بچنے کے بروقت اِنتباہ پہنچے اگر دیانتداری سے ہر خادم اپنے اعمال کا ایک سرسری سا جائزہ بھی لے تو یقیناً یہ حقیقت اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہے گی (خواہ اس کا واضح احساس اس سے پہلے اسے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو) کہ اس کے بہت سے نیک اعمال، اس کے دینی علم کی پونجی کا ایک معتد بہ حصہ، اس کی قوتِ عمل، اس کے اخلاقِ حسنہ، اس کا انکسار، اس کی بدیوں سے نفرت، اس کے خدمتِ خلق کے جذبات، اس کی اطاعت کی رُوح، اس کا نظام کا احترام، اس کی عادات و اطوار کی باقاعدگی اور مستقل مزاجی، اس کی تحریر اور اس کی تقریر بلکہ اس کا اُٹھنا بیٹھنا، جاگنا اور سونا یعنی زندگی کے تمام انواع کے افعال اور تصوّرات مجلس خدام الاحمدیہ کے ممنونِ احسان اور مرہونِ منت ہیں۔ کوئی شعبۂ حیات ایسا نہیں جس کی خوبیوں کو جِلا بخشنے میں مجلس خدام الاحمدیہ کا نہ تھکنے والا ہاتھ کارفرما نظر نہ آتا ہو۔ کوئی بدیاں ایسی نہیں جنہیں مٹا ڈالنے کے لیے اس ہاتھ نے اَن تھک جدّ و جہد نہ کی ہو۔ غرضیکہ ہماری زندگیاں سرتاپا اسی مجلس کے سانچوں میں ڈھلی ہوئی ہیں۔

یہ درست ہے کہ خام مال اپنی خام کاری کے سبب بعض اَوقات ہر سانچے میں ڈھل نہیں سکتا اور نقاش کے ہر نقش کو اپنی ہستی پر جمانے کا اہل نہیں ہوتا مگر جس حد تک بھی ہم میں سے کوئی صیقل ہو سکا اور جس قدر بھی حسین نقوش ہماری صورتوں کو زینت بخش سکے ہیں وہ تمام تر نہ سہی مگر ان میں سے بعض بلکہ بہت سی صورتوں میں اکثر مجلس خدام الاحمدیہ کے احسان کی گواہی دے رہے ہیں اور اس محسن راہنما کے حُسن و احسان کے گیت گا رہے ہیں جس کی پیدائش سے بھی پہلے امامِ وقت کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ ''وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔''

DIL BRICKS UNIT

PH: 06723-35814

DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH
GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service
All Kind of Electronics
Export & Import Goods &V.C.D and
C.D Players are Available Here
Near Ahmadiyya Mission Gangtok
Ph: 03592 - 26107
03592 - 81920

بچوں کی تربیت کے طریق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مبارک الفاظ میں

مرسلہ: مکرم مہتمم صاحب اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

اوائل کی تربیت ایک بہت ہی نازک مرحلہ ہوتا ہے۔ بانی تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بیش قیمتی نصائح پر مشتمل یہ مضمون اُن مخفی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتا ہے جو بچہ کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن جن کی طرف عموماً توجہ نہیں دی جاتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ان کو نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک رُوح پرور خطاب میں بچوں کی تربیت کے مندرجہ ذیل طریق بیان فرمائے۔

(۱) بچہ کے پیدا ہونے پر سب سے پہلی تربیت اذان ہے۔ جس کے متعلق پہلے بتا چکا ہوں۔

(۲) یہ کہ بچہ کو صاف رکھا جائے۔ پیشاب پاخانہ فوراً صاف کر دیا جائے۔ شاید بعض لوگ یہ کہیں یہ کام تو عورتوں کا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ مگر پہلے مردوں میں یہ خیال پیدا ہوگا تو پھر عورتوں میں ہوگا۔ پس مردوں کا کام ہے کہ عورتوں کو یہ باتیں سمجھائیں کہ جو بچہ صاف نہ رہے اس میں صاف خیالات کہاں سے آئیں گے۔ مگر دیکھا گیا ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی مجلس میں اگر بچہ کو پاخانہ آئے تو کپڑے پر پھرا عورتیں کپڑا بغل میں دبا لیتی ہیں اور قادیان کے اردگرد کی دیہاتی عورتوں کو تو دیکھا ہے جوتی میں پاخانہ پھرا کر ادھر ادھر پھینک دیتی ہیں۔ جب بچہ کی ظاہری صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا تو باطنی صفائی کس طرح ہوگی؟ لیکن اگر بچہ ظاہر میں صاف ہو تو اس کا اثر اس کے باطن پر پڑے گا اور اس کا باطن بھی پاک ہوگا۔ کیونکہ غلاظت کی وجہ سے جو گناہ پیدا ہوتے ہیں ان سے بچا رہے گا۔ یہ بات طب کی رو سے ثابت ہوگئی ہے کہ بچہ میں پہلے گناہ غلاظت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جب بچہ کا اندام نہانی صاف نہ تو بچہ اسے کھجلاتا ہے۔ اس سے وہ مزا محسوس کرتا اور اس طرح اُسے شہوانی قوت کا احساس ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ کو صاف رکھا جائے اور جوں جوں وہ بڑا ہو اسے بتایا جائے کہ ان مقامات کو صفائی کے لئے دھونا ضروری ہوتا ہے تو وہ شہوانی برائیوں سے بہت حد تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہ تربیت بھی پہلے دن سے شروع ہونی چاہئے۔

(۳) غذا بچہ کو وقت مقررہ پر دینی چاہئے۔ اس سے بچہ میں یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خواہشات کو دبا سکتا ہے۔ اور اس طرح بہت سے گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ چوری، لوٹ کھسوٹ وغیرہ بہت سی برائیاں خواہشات کو نہ دبانے کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسے انسان میں جذبات پر قابو رکھنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب بچہ رویا۔ ماں نے اسی وقت دودھ دے دیا۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ مقررہ وقت پر دودھ دینا چاہیے۔ اور بڑی عمر کے بچوں میں یہ عادت ڈالنی چاہیے کہ وقت پر کھانا دیا جائے۔ اس سے یہ صفات پیدا ہوتی ہیں (۱) پابندی وقت کا احساس (۲) خواہش کو دبانا (۳) صحت (۴) مل کر کام کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسے بچوں میں خودغرضی اور نفسانیت نہ ہوگی۔ جب کہ وہ سب کے سب ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے (۵) اسراف کی عادت نہ ہوگی۔ جو بچہ ہر وقت کھانے کی چیزیں لیتا رہتا ہے وہ ان میں سے کچھ ضائع کریگا، کچھ کھائے گا لیکن اگر مقررہ وقت پر مقررہ مقدار میں اسے کھانے کی چیز دی جائے گی تو وہ اس میں سے کچھ ضائع نہیں کرے گا۔ پس اس طرح بچہ میں تھوڑی چیز استعمال کرنے اور اسی سے خواہش کے پورا کرنے کی عادت ہوگی (۶) لالچ کا مقابلہ کرنے کی عادت ہوگی۔ مثلاً بازار میں چلتے ہوئے بچہ ایک چیز دیکھ کر کہتا ہے۔ یہ لینی ہے۔ اگر اس وقت اسے نہ لے کر دی جائے تو وہ اپنی خواہش کو دبا لے گا۔ اور پھر بڑا ہونے پر کئی دفعہ دل میں پیدا شدہ لالچ کا مقابلہ کرنے کی اس کو عادت ہو جائے گی۔ اسی طرح گھر میں چیز پڑی ہو اور بچہ مانگے تو کہہ دینا چاہئے کہ کھانے کے وقت پر ملے گی۔ اس سے بھی اس میں یہ قوت پیدا ہو جائے گی کہ نفس کو دبا سکے گا۔ زمیندار گنے، مولی، گاجر، گنڈ وغیرہ کے متعلق اسی طرح کر سکتے ہیں۔

(۴) بچہ کو مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ یہ اس کی صحت کے لئے بھی مفید ہے۔ لیکن اس بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء میں وقت کی پابندی کی حس پیدا ہو جاتی ہے۔ وقت مقررہ پر پاخانہ پھرنے سے انتڑیوں کو عادت ہو جاتی ہے اور پھر مقررہ وقت پر ہی پاخانہ آتا ہے۔ یورپ میں تو بعض لوگ حاجت سے وقت بتا دیتے ہیں کہ اب یہ وقت ہوگا۔ کیونکہ مقررہ وقت پر انہیں پاخانہ کی حاجت محسوس ہوتی ہے۔ تو بچہ کے لئے یہ بہت ضروری بات ہے۔ وقت پر کام کرنے والے بچہ میں نماز روزہ کی پختہ عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور قومی کاموں کو پیچھے ڈالنے کی عادت نہیں پیدا ہوتی۔ علاوہ ازیں بے جا جوش دب جاتے ہیں۔ کیونکہ بے جا جوش کا ایک بڑا سبب بے وقت کام کرنے کی عادت ہے خصوصاً بے وقت کھانا

کھانا۔ مثلاً بچہ کھیل کود میں مشغول ہوا۔ وقت پر ماں نے کھانا کھانے کے لئے بلایا۔ مگر نہ آیا۔ پھر جب آیا تو ماں نے کہا ٹھہرو کھانا گرم کردوں۔ چونکہ اسے اس وقت بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے اس لئے وہ روتا چلاتا اور بے جا جوش ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی وقت کھانے کے لئے آتا ہے جب اس سے بھوک دبائی نہیں جاتی۔ اور اس وجہ سے نہایت شور کرتا ہے۔

(۵) اسی طرح غذا اندازہ کے مطابق دی جائے۔ اس سے قناعت پیدا ہوتی اور حرص دور ہوتی ہے۔

(۶) قسم قسم کی خوراک دی جائے۔ گوشت، ترکاریاں اور پھل دیئے جائیں کیونکہ غذاؤں سے بھی مختلف اقسام کے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ پس مختلف اخلاق کے لئے مختلف غذاؤں کا دیا جانا ضروری ہے۔ ہاں بچپن میں گوشت کم اور ترکاریاں زیادہ ہونی چاہئیں۔ کیونکہ گوشت ہیجان پیدا کرتا ہے اور بچپن کے زمانہ میں ہیجان کم ہونا چاہئے۔

(۷) جب بچہ ذرا بڑا ہو تو کھیل کود کے طور پر اس سے کام لینا چاہیے۔ مثلاً یہ کہ فلاں برتن اٹھالاؤ۔ یہ چیز وہاں رکھ آؤ۔ یہ چیز فلاں کو دے آؤ۔ اسی قسم کے اور کام کرنے چاہئیں ہاں ایک وقت تک اسے اپنے طور پر کھیلنے کی بھی اجازت دینی چاہئے۔

(۸) بچہ کو عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ اپنے نفس پر اعتبار پیدا کرے۔ مثلاً چیز سامنے ہو اور اسے کہا جائے ابھی نہیں ملے گی۔ فلاں وقت ملے گی۔ یہ نہیں کہ چھپا دی جائے۔ کیونکہ اس نمونہ کو دیکھ کر وہ بھی اسی طرح کریگا۔ اور اس میں چوری کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

(۹) بچہ سے زیادہ پیار بھی نہیں کرنا چاہئے۔ زیادہ چومنے چاٹنے کی عادت سے بہت سی برائیاں بچہ میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس مجلس میں وہ جاتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ پیار کریں۔ اس سے اس میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱۰) ماں باپ کو چاہئے کہ ایثار سے کام لیں۔ مثلاً اگر بچہ بیمار ہے اور کوئی چیز اس نے نہیں کھائی تو وہ بھی نہ کھائیں اور نہ گھر میں لائیں بلکہ اسے کہیں کہ تم نے نہیں کھائی اس لئے ہم بھی نہیں کھاتے۔ اس سے بچہ میں بھی ایثار کی صفت پیدا ہوگی۔

(۱۱) بیماری میں بچہ کے متعلق بہت احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ بزدلی، خودغرضی، چڑچڑاہٹ جذبات پر قابو نہ ہونا اس قسم کی کئی برائیاں اکثر لمبی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں کئی لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو بلا بلا کر پاس بٹھاتے ہیں لیکن کئی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ان کے پاس گذرے تو کہہ اٹھتے ہیں۔ ارے دیکھتا نہیں، اندھا ہو گیا ہے۔ یہ خرابی لمبی بیماری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ بیماری میں بیمار کو آرام پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اس لئے وہ آرام پانا اپنا حق سمجھ لیتا ہے۔ اور ہر وقت آرام چاہتا ہے۔

(۱۲) بچوں کو ڈراؤنی کہانیاں نہیں سنانی چاہئیں۔ اس سے ان میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان بڑے ہو کر بہادری سے کام نہیں کرسکتے۔ اگر بچہ میں بزدلی پیدا ہو جائے تو اسے بہادری کی کہانیاں سنانی چاہئیں اور بہادر لڑکوں کے ساتھ کھلانا چاہئے۔

(۱۳) بچہ کو اپنے دوست خود نہ چننے چاہئیں بلکہ ماں باپ چنیں اور دیکھیں کہ کن بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ اس میں ماں باپ کو بھی یہ فائدہ ہوگا کہ وہ دیکھیں گے کن کے بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ دوسرے ایک دوسرے سے تعاون شروع ہو جائے گا لیکن جب خود ماں باپ بچہ سے کہیں گے کہ فلاں بچوں سے کھیلا کرو تو اس طرح ان بچوں کے اخلاق کی نگرانی بھی کریں گے۔

(۱۴) بچہ کو اس کی عمر کے مطابق بعض ذمہ داری کے کام دیئے جائیں تاکہ اس میں ذمہ داری کا احساس ہو۔ ایک کہانی مشہور ہے کہ ایک باپ کے دو بیٹے تھے۔ اس نے دونوں کو بلا کر ان میں سے ایک کو سیب دیا اور کہا کہ بانٹ کر کھاؤ۔ جب وہ سیب لے کر چلنے لگا تو باپ نے کہا جانتے ہو۔ کس طرح بانٹنا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ باپ نے کہا جو بانٹے وہ تھوڑا لے۔ اور دوسرے کو زیادہ دے۔ یہ سن کر لڑکے نے کہا۔ پھر دوسرے کو دیں کہ وہ بانٹے۔ معلوم ہوتا ہے اس لڑکے میں پہلے ہی بری عادت پڑ چکی تھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو سمجھتا تھا کہ اگر ذمہ داری مجھ پر پڑی تو مجھے دوسرے کو اپنے پر مقدم کرنا پڑے گا۔ اس عادت کے لئے بعض کھیلیں نہایت مفید ہیں۔ جیسے کہ فٹ بال وغیرہ۔

مگر کھیل میں بھی دیکھنا چاہئے کہ کوئی بری عادت نہ پڑے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ اپنے بچے کی تائید کرتے ہیں اور دوسرے کے بچہ کو اپنے بچہ کی بات ماننے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اس طرح بچہ کو اپنی بات منوانے کی ضد پڑ جاتی ہے۔

(۱۵) بچہ کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہئے کہ وہ نیک ہے اور اچھا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کیا نکتہ فرمایا ہے کہ بچہ کو گالیاں نہ دو کیونکہ گالیاں دینے پر فرشتے کہتے ہیں۔ ایسا ہی ہو جائے اور وہ ہو جاتا ہے۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے اعمال کے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ جب بچہ کو کہا جاتا ہے کہ تو بد ہے تو وہ اپنے ذہن میں یہ نقشہ جمالیتا ہے کہ میں بد ہوں اور پھر وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ پس بچہ کو گالیاں نہیں دینی چاہئیں بلکہ اچھے اخلاق سکھانے چاہئیں اور بچہ کی تعریف کرنی چاہئے۔

آج صبح میری لڑکی پیسہ مانگنے آئی۔ جب میں نے پیسہ دیا تو بایاں ہاتھ کیا۔ میں نے کہا یہ تو ٹھیک نہیں۔ کہنے لگی ہاں غلطی ہے پھر نہیں کروں گی۔ اسے غلطی کا احساس کرانے سے فوراً احساس ہوگیا۔

(۱۶) بچہ میں ضد کی عادت نہیں پیدا ہونے دینی چاہئے۔ اگر بچہ کسی بات پر ضد کرے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کسی اور کام میں اسے لگا دیا جائے اور ضد کی وجہ معلوم کر کے اسے دور کیا جائے۔

(۱۷) بچہ سے ادب سے کلام کرنی چاہئے۔ بچہ نقال ہوتا ہے۔ اگر تم اسے تُو کہہ کر مخاطب کرو گے۔ تو وہ بھی تُو کہے گا۔

(۱۸) بچہ کے سامنے جھوٹ، تکبر اور ترش روئی وغیرہ نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ بھی یہ باتیں سیکھ لے گا۔ عام طور پر ماں باپ بچہ کو جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ ماں نے بچہ کے سامنے کوئی کام کیا ہوتا ہے مگر جب باپ پوچھتا ہے تو کہہ دیتی ہے میں نے نہیں کیا۔ اس سے بچہ میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کی غیر موجودگی میں ماں باپ یہ کام کریں بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو ہر وقت ان عیبوں سے نہیں بچ سکتے وہ کم سے کم بچوں کے سامنے ایسے فعل نہ کریں تا مرض آگے نسل کو بھی مبتلا نہ کرے۔

(۱۹) بچہ کو ہر قسم کے نشہ سے بچایا جائے۔ نشوں سے بچہ کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اس وجہ سے جھوٹ کی بھی عادت پیدا ہوتی ہے اور نشہ پینے والا اندھا دھند تقلید کا عادی ہو جاتا ہے۔ ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ دار تھا وہ ایک دفعہ ایک لڑکے کو لے آیا اور کہتا تھا۔ اسے بھی اپنے جیسا ہی بنا لوں گا۔ وہ نشہ وغیرہ پیتا اور مذہب سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا تم تو خراب ہو چکے ہو اسے کیوں خراب کرتے ہو۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ ایک موقعہ پر آپ نے اس لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور اسے سمجھایا کہ تمہاری عقل کیوں ماری گئی ہے۔ اس کے ساتھ پھرتے ہو۔ کوئی کام سیکھو۔ آپ کے سمجھانے سے وہ لڑکا اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ مگر کچھ مدت کے بعد وہ ایک اور لڑکا لے آیا۔ اور آ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا۔ اب اسے خراب کرو تو جانوں۔ اس کے نزدیک یہی خراب کرنا تھا کہ اس کے قبضہ سے نکال دیا جائے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے بہتیرا اس لڑکے کو سمجھایا اور کہا کہ مجھ سے روپیہ لے لو اور کوئی کام کرو۔ مگر اس نے نہ مانا۔ آخر آپ نے اس شخص سے پوچھا اسے تم نے کیا کیا ہے تو وہ کہنے لگا۔ اس کو میں نشہ پلاتا ہوں اور اس وجہ اس میں ہمت ہی نہیں رہی میری تقلید کو چھوڑ سکے۔ غرض نشہ سے اقدام کی قوت ماری جاتی ہے۔

جھوٹ سب سے خطرناک مرض ہے کیونکہ اس کے پیدا ہونے کے ذرائع نہایت باریک ہیں اس مرض سے بچہ کو خاص طور پر بچانا چاہئے۔ بعض ایسے اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ مرض آپ ہی آپ بچہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ بچہ کا دماغ نہایت بلند پرواز واقع ہوا ہے وہ جو بات سنتا ہے آپ ہی اس کی ایک حقیقت بنا لیتا ہے۔ ہماری ہمشیرہ بچپن میں روز ایک لمبی خواب سنایا کرتی تھیں۔ ہم حیران ہوتے کہ روز اسے کس طرح خواب آجاتی ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ سونے کے وقت جو خیال کرتی تھیں وہ اسے خواب سمجھ لیتی تھیں۔ تو بچہ جو کچھ سوچتا ہے اسے واقعہ خیال کرنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ اسے جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے اس لئے بچہ کو سمجھاتے رہنا چاہئے کہ خیال اور چیز ہے اور واقعہ اور چیز ہے۔ اگر خیال کی حقیقت بچہ کے اچھی طرح ذہن نشین کر دی جائے تو بچہ جھوٹ سے بچ سکتا ہے۔

(۲۰) بچوں کو علیحدہ بیٹھ کر کھیلنے سے روکنا چاہئے۔

(۲۱) ننگا ہونے سے روکنا چاہئے۔

(۲۲) بچوں کو عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنی غلطی کا اقرار کریں اور اس کے طریق یہ ہیں:-

۱)- ان کے سامنے اپنے قصوروں پر پردہ نہ ڈالا جائے۔ ۲)- اگر بچہ سے غلطی ہو جائے تو اس سے اس طرح ہمدردی کریں کہ بچہ کو یہ محسوس ہو کہ میرا کوئی سخت نقصان ہوگیا ہے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے ہمدردی کر رہے ہیں اور اسے سمجھانا چاہئے کہ دیکھو اس غلطی سے یہ نقصان ہوگیا ہے ۳)- آئندہ غلطی سے بچانے کے لئے بچہ سے اس طرح گفتگو کی جائے کہ بچہ کو محسوس ہو کہ میری غلطی کی وجہ سے ماں باپ کو تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ مثلاً بچہ سے جو نقصان ہوا ہو وہ اس کے سامنے اس کی قیمت وغیرہ ادا کرے اس سے بچہ میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ نقصان کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ کفارہ نہایت گندہ عقیدہ ہے مگر میرے نزدیک بچہ کی اس طرح تربیت کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ۴)- بچہ کو سرزنش الگ لے جا کر کرنی چاہئے۔

(۲۳) بچہ کو کچھ مال کا مالک بنانا چاہئے۔ اس سے بچہ میں یہ صفات پیدا ہوتی ہیں:- ۱)- صدقہ دینے کی عادت ۲)- کفایت شعاری ۳)- رشتہ داروں کی امداد کرنا۔ مثلاً بچہ کے پاس تین پیسے ہوں تو اسے کہا جائے ایک پیسہ کی کوئی چیز لاؤ اور دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ ایک پیسہ کا کوئی کھلونا خرید لو۔ اور ایک پیسہ صدقہ میں دے دو۔

(۲۵) بچوں کو آداب و قواعد تہذیب سکھاتے رہنا چاہئے۔

(۲۶) بچہ کی ورزش کا بھی اور اسے جفاکش بنانے کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ بات دنیوی ترقی اور اصلاح نفس دونوں میں یکساں طور پر مفید ہے۔

(منہاج الطالبین انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماموریت کا بائیسواں سال

1903ء کے واقعات اور تائیدات الٰہیہ پر ایک نظر

ہدیہ عید

یکم جنوری 1903

فجر کی نماز کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاتے ہی یہ رؤیا سنائی اور فرمایا کہ ان کو آج ہی شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی روز یہ اشتہار شائع کر دیا گیا۔

اول ایک خفیف خواب جو کشف کے رنگ میں تھا مجھے دکھایا گیا کہ میں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی۔ چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں

"یُبدی لك الرحمن شیئاً۔ اتیٰ امرُ [redacted] اللہِ فلا تستعجلوہ۔ بشارۃ تلقاھا النبیّون۔"

ترجمہ: خدا جو رحمٰن ہے تیری سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ ظہور میں لائے گا۔ خدا کا امر آ رہا ہے۔ تم جلدی نہ کرو یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔

صبح پانچ بجے کا وقت تھا یکم جنوری 1903ء و یکم شوال 1320ھ بروز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔

نوٹ: چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 335)

الہام 'تاعود صحت'

یکم جنوری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز عید سے پیشتر احباب کے لئے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے مل کر تناول فرمائے۔ گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ سادہ لباس میں ایک چوغہ زیب تن کئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لایا جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارکبادی دی۔

اتنے میں حکیم نور الدین صاحب تشریف لائے اور آپ نے عید کی نماز پڑھائی اور ہر دو رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پیشتر سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ حضرت اقدس نے گوش مبارک تک حسب دستور اپنے ہاتھ اٹھائے۔

یکم جنوری

ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے تو کمر کے گرد ایک صافہ لپٹا ہوا تھا۔ فرمایا کہ: "کچھ شکایت درد گردہ کی شروع ہو رہی ہے اس لئے میں نے باندھ لیا ہے۔ ذرا غنودگی ہوئی تھی اس میں الہام ہوا ہے "تاعُود صحت"

فرمایا کہ: صحت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے جب تک وہ ارادہ نہ کرے کیا ہو سکتا ہے۔　　(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 336)

4 جنوری 1903ء

سفر جہلم کے سلسلہ میں فرمایا:

میری طبیعت جو ہمیشہ شور و غوغا سے جو کثرت ہجوم کے باعث ہوتا ہے متنفر ہے......وہی وقت انسان کسی علمی فکر میں صرف کرے تو خوب [redacted] ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری اشاعت کا طریق خوب رکھا ہے [redacted] کہ ایک جگہ بیٹھے ہیں نہ کوئی واعظ ہے نہ مولوی نہ لیکچرار جو [redacted] لوگوں کو سُناتا پھرے۔ وہ خود ہی ہمارا کام کر رہا ہے بیعت کرنے والے خود آ رہے ہیں۔ بڑے امن کا طریق ہے۔

10 جنوری 1903ء

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مباحثہ مد میں کہا تھا کہ (حضرت) مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی سچی ثابت نہیں ہوئی اور اس کے جواب میں حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ: "ہم ان (مولوی ثناء اللہ صاحب) کو مدعو کرتے ہیں کہ وہ تحقیق کے لئے قادیان آویں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں۔

مولوی صاحب اس سلسلہ میں 10 جنوری 1903ء کو قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ٹھہرنے کے بجائے سلسلہ احمدیہ کے اشد ترین مخالف آریوں کے مندر میں قیام پزیر ہوئے اور حضرت اقدس کو ایک خط کے ذریعہ مناظرہ کی دعوت دی۔

11جنوری 1903ء:

حضور اقدس نے مولوی ثناء اللہ کے خط کے خواب میں تحقیق حق کے لئے طریق تجویز فرمائے مگر انہوں نے گریز کیا اور واپس امرتسر چلے گئے اور اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے ہرگز میرے پاس نہیں آئیں گے، پوری ہوگئی۔

(حیات طیبہ صفحہ 252۔مصنفہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم سابق سوداگرمل)

14جنوری1903ء

فجر کے وقت فرمایا: ''میں کتاب تو ختم کر چکا ہوں رات آدھی رات تک بیٹھا رہا نیت تو ساری کی تھی مگر کام جلدی ہی ہوگیا اس لئے سو رہا۔ اس کا نام ''مَوَاهِبُ الرَّحْمٰن'' رکھا ہے۔

15جنوری1903ء

مکرم کرم دین بھیں کے دائر کردہ مقدمہ کی تاریخ 17 جنوری مقرر تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ 15 جنوری کو قادیان سے روانہ ہوئے اور امرتسر سے بذریعہ گاڑی لاہور پہنچے۔ لاہور میں دہلی دروازہ کے باہر میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور کے ایک نئے مکان میں قیام فرمایا رات یہاں گذاری اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا ''میں تجھے ہر ایک پہلو سے برکتیں دوں گا'' یہاں تقریباً چالیس افراد بیعت میں داخل ہوئے۔

16جنوری:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بذریعہ ریل گاڑی جہلم کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور سے جہلم تک راستہ کے تمام سٹیشنوں یعنی لاہور، گوجرانوالہ، وزیرآباد، گجرات، لالہ موسیٰ اور جہلم پر مشتاقانِ زیارت کا ہر جگہ ہجوم تھا۔ ہر شخص آپ کے چہرہ مبارک پر ایک نظر ڈالنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ گاڑی دو بجے جہلم پہنچی۔ شائقین کی تڑپ دیکھ کر حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ حضور دو ایک منٹ کے لئے گاڑی کے دروازہ میں کھڑے ہو کر اپنے منور چہرہ کی زیارت کروائیں۔

چنانچہ حضور اقدس نے یہ درخواست قبول فرمائی اور زائرین حضور کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ شہر جہلم کی یہ حالت تھی کہ حضرت اقدس کی تشریف آوری کا علم پاکر لوگ سڑکوں، مکانوں کی چھتوں اور درختوں پر جمع تھے اس روز حضرت اقدس میں اس قدر جذب مقناطیسی تھا اور چہرہ پر اس قدر نور برس رہا تھا کہ جس شخص کی نظر پڑتی تھی وہ الگ ہونے کا نام نہ لیتا تھا۔ جہلم میں حضور جب قیام گاہ میں پہنچے تو زیارت کرنے والوں کا زبردست ہجوم تھا چنانچہ مشتاقانِ دیدار کی آرزو پوری کرنے کے لئے حضور تھوڑی دیر کے لئے چھت پہ تشریف لے گئے اور کرسی پر رونق افروز ہوگئے۔

17جنوری:

عدالت میں پیشی تھی۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی اس سفر میں حضور کے ہمراہ تھے۔ عدالت میں ہزار لوگ جمع ہوگئے۔ جب مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو حضرت اقدس کو دیکھتے ہی لالہ سنسار چند مجسٹریٹ درجہ اوّل تعظیماً کھڑا ہوگیا۔ مجسٹریٹ نے ہر دو فریقین کے دلائل سننے کے بعد مقدمہ خارج کردیا۔

کچہری سے واپسی پر سینکڑوں مردوں اور عورتوں نے بیعت کی۔ لوگوں نے بہت ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے تحفے پیش کئے۔ جہلم میں دس ہزار سے زائد افراد نے آپ سے ملاقات کی اور ایسی انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے۔ اس طرح حضور کا الہام ''میں تجھے ہر ایک پہلو سے برکتیں دوں گا'' بڑی شان سے پورا ہوا۔

18جنوری

سورج طلوع ہوتے ہی حضور سے درخواست کی گئی کہ لوگ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ پھر بیعت کا سلسلہ شروع ہوا جو کئی گھنٹے تک جاری رہا ابھی بیعت کرنے والوں کی کثیر تعداد باقی تھی کہ عرض کیا گیا کہ مستورات بھی بیعت کے لئے جمع ہیں۔ چنانچہ حضور اندر تشریف لے گئے اور بیعت لی۔ بعد ازاں پھر مردوں کی بیعت ہونے لگی۔ کچھ وقت بعد پھر درخواست پہنچی کہ چند مستورات آئی ہیں اور بیعت کرنا چاہتی ہیں چنانچہ حضرت اقدس دوبارہ زنان خانہ تشریف لے گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد دوئم صفحہ 268)

18جنوری:

جہلم سے حضور واپس لاہور پہنچے۔ غیر احمدی اخبار پنجہ فولاد نے لکھا:

''جہلم سے واپسی پر مرزا غلام احمد قادیانی وزیرآباد پہنچے باوجود یہ کہ نہ انہوں نے شہر میں آنا تھا اور نہ آنے کی کوئی اطلاع تھی اور صرف سٹیشن پر چند منٹوں کا قیام تھا۔ پھر بھی ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر خلقت کا وہ ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ اگر سٹیشن ماسٹر صاحب جو نہایت خلیق اور ملنسار ہیں خاص طور پر اپنے حسن انتظام سے کام نہ لیتے تو کوئی شبہ نہیں کہ اکثر آدمیوں کے کچل جانے اور یقیناً کئی ایک کے کٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ مرزا صاحب کے دیکھنے کے لئے ہندو اور مسلمان یکساں شوق سے موجود تھے۔''

(بحوالہ حیات طیبہ صفحہ 256)

19جنوری1903ء

حضور لاہور سے بٹالہ پہنچے اور اپنے رفقاء سمیت بخیریت وارد قادیان ہوئے۔

19رجنوری: جہلم سے واپسی کے بعد عدالت نے حسب اعلان 19رجنوری 1903 کو فیصلہ سناتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کو مولوی کرم دین کے مقدمہ سے بری قرار دیا۔

19رجنوری1903ء:

حضرت اقدسؑ نے عشاء سے پیشتر یہ رؤیا سنائی کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے وگاڑیوں ورتھوں کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے میرے ساتھ بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں۔ اور بلند آواز سے چلاتے ہیں موسیٰ ہم پکڑے گئے تو میں نے بلند آواز سے کہا(-) نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ ضرور میرے لئے راستہ نکالے گا۔''

(تذکرہ صفحہ 454)

23رجنوری ''ہمیں کسی وکیل کی ضرورت نہیں''

ایک عرب کی طرف سے ایک خط حضرت کی خدمت میں آیا جس میں لکھا تھا کہ اگر آپ ایک ہزار روپے مجھے بھیج کر اپنا وکیل یہاں مقرر کر دیویں تو میں آپ کے مشن کی اشاعت کروں گا حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان کو لکھ دو ہمیں کسی وکیل کی ضرورت نہیں۔ ایک ہی ہمارا وکیل ہے جو عرصہ بائیس سال سے اشاعت کر رہا ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کی کیا ضرورت ہے اور اس نے کہہ بھی رکھا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔

28رجنوری

مولوی کرم دین کی طرف سے جہلم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر دوسرا مقدمہ کر دیا گیا۔

28رجنوری: حضور کے ہاں صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ کی ولادت ہوئی جس کے متعلق الہام ہوا تھا کہ غاسق اللہ یعنی زندہ نہ رہے گی۔ چنانچہ وہ 3ردسمبر 1903ء کو انتقال کر گئیں۔

جنوری 1903ء

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی قادیان سے کابل واپسی: آپ اپنے ملک سے روانہ ہو کر غالباً 1902 میں قادیان پہنچے تھے اور حضرت اقدس کو دیکھ کر آپ کے عشق ومحبت میں بالکل محو ہو گئے۔ کئی ماہ قادیان میں قیام فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم میں حضور کے ہمراہ تھے۔

28رجنوری

الہام ہوا ''سَاُکْرِمُکَ اِکْرَاماً عَجَباً۔

ترجمہ: میں نہایت شاندار طور پر تیرا اکرام کروں گا۔

(تذکرہ 457)

30رجنوری

حضور کو ایک رؤیاء کے ذریعہ زار روس کا عصا ملنے کی بشارت دی گئی۔ حضور نے اس رؤیا کی تفصیل بایں الفاظ بیان فرمائی۔ ''دیکھتا ہوں کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور ایک عجیب سیاہ رنگ کا ہے جیسے انگریزی کارخانوں میں روغنی چیزیں بہت عمدہ اور نفیس بنا کرتی ہیں اور یہ حصہ اس کا لوہے کا ہے۔ اس سونٹے میں ایک یا دونالی بندوق کی بھی ہیں لیکن اس ترکیب سے بنی ہوئی ہیں کہ سونٹے میں مخفی نہیں اور جب چاہو تو اس سے کام بھی لے سکتے ہیں۔'' پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اس کے تیر کمان میں میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا۔

یہ عظیم پیشگوئیاں کب اور کس شکل میں پوری ہونے والی ہیں یہ خدا کے علم میں ہیں حال کا مؤرخ اس بارہ میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا کہ

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

31رجنوری نافلہ کی بشارت

عربی عبارت کا ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو حمد وثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دئے اور اپنا وعدہ پورا کیا۔۔۔۔ اور پانچواں لڑکا جو چار کے علاوہ ہے بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ 459)

اس کے متعلق حقیقۃ الوحی میں حضور نے تحریر فرمایا: ''قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا ہے۔

15رفروری

فرمایا: جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 100)

فروری1903ء

فرمایا: ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ میرے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈالا گیا کہ مسیح موعود کے لئے یہ بھی ایک علامت ہے۔ (تذکرہ صفحہ 461)

18/فروری1903ء

فرمایا کہ کل 18 فروری کو یکایک مرض کا دورہ ہوگیا۔ اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے اسی حالت میں ایک الہام ہوا جس کا صرف ایک حصہ یاد رہا چونکہ بہت تیزی سے ہوا تھا جیسے بجلی کوندتی ہے اس لئے باقی حصہ یاد نہ رہا وہ یہ ہے یُبْقِیْکَ (ترجمہ از مرتب) وہ تجھے دیر تک زندہ رکھے گا۔
(تذکرہ صفحہ 463)

یکم مارچ صبح کی سیر

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا: ''آج رات ایک کشف میں آپ کی تصویر ہمارے سامنے آئی اور اتنا لفظ الہام ہوا "حُجَّۃُ اللّٰہِ"

6/مارچ

لیکھرام کے قتل کے دن فرمایا: ''اصل میں ہمارے یہاں کے آریہ بھول گئے۔ ان کو بھی چاہئے تھا کہ 6/مارچ کا دن جلسہ کے واسطے مقرر کرتے اور ان لوگوں کو خصوصیت سے اس دن کی تعظیم کرنی چاہئے کیوں کہ لیکھرام اصل میں اس جگہ سے تبرکات لے گیا تھا۔

13/مارچ

جمعہ کے بعد بیت الفکر کے ساتھ غربی جانب ایک کمرہ کی بنیاد رکھی جس کا نام 'بیت الدعا' تجویز فرمایا۔ حضور نے ایک دفعہ اپنے مخلص صحابی حضرت مفتی محمد صادق سے فرمایا: ''ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے ستر سال کے قریب عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت معلوم نہیں خدا جانے کس وقت آجائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشا نہیں ہے لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس مسجد اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائلِ نیرہ اور براہین ساطعہ کی فتح کا گھر بنا۔''
(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 301، سیرت مسیح موعود از یعقوب علی عرفانی صاحب ص522)

13/مارچ

اس روز منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ بھی رکھی گئی (۱۳ ذوالحج ۱۳۲۰ھ) حضور کی دعا کردہ اینٹ حضرت فضل الٰہی صاحب نے بنیاد میں رکھی اس موقع پر فرمایا

نظر آئے گی دنیا کو تیرے اسلام کی رفعت
مسیحا کا بنے گا جب یہاں منار۔ یا اللہ

منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ

بعد نماز جمعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ہمارے مکرم دوست حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری مرزا خدا بخش صاحب شیخ مولا بخش صاحب، قاضی ضیاء الدین صاحب وغیرہ احباب نے عرض کی کہ حضور منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ حضور کے دست مبارک سے رکھی جاوے تو بہت ہی مناسب ہے۔ فرمایا کہ ''ہمیں تو ابھی تک معلوم بھی نہیں کہ آج اس کی بنیاد رکھی جاوے گی اب آپ اینٹ لے آئیں۔ اس پر دعا کروں گا اور پھر جہاں میں کہوں وہاں آپ جا کر رکھ دیں۔'' چنانچہ حکیم فضل الٰہی صاحب اینٹ لے آئے۔ اعلیٰ حضرت نے اس کو ران مبارک پر رکھ دیا اور بڑی دیر تک آپ نے لمبی دعا کی۔ معلوم نہیں آپ نے کیسی کیسی اور کس کس جوش سے دعائیں اسلام کی عظمت و جلال کے اظہار اور اس کی روشنی کے کل اقطاع و اقطار عالم میں پھیل جانے کی کی ہوں گی۔ وہ وقت قبولیت دعا کا معلوم ہوتا تھا۔ جمعہ کا مبارک دن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ رکھنے سے پہلے اس کے لئے دلی جوش کے ساتھ دعائیں مانگ رہے ہیں۔ دعا کے بعد آپ نے اس اینٹ پر دم کیا اور حکیم فضل الٰہی صاحب کو دیا کہ آپ اس کو منارۃ المسیح کے مغربی حصہ میں رکھ دیں۔۔۔۔ غرض اس عظیم الشان منارہ کی بنیاد خدا کے برگزیدہ اور مسیح اور مہدی کے ہاتھ سے 13 مارچ 1903ء کو رکھ دی گئی'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 155)

5/اپریل

کثرت عوارض کی وجہ

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ چند ایک بیماریاں ہی انسان کو لاحق کر دیتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے امراض ہیں جن میں وہ مبتلا ہوتا ہے۔ اس قدر کثرت میں خدا تعالیٰ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے تا کہ ہر طرف سے انسان اپنے آپ کو عوارض اور امراض میں گھرا ہوا پا کر اللہ تعالیٰ سے ترساں اور لرزاں رہے اور اسے اپنی بے ثباتی ہر دم یقین رہے اور مغرور نہ ہو اور غافل ہو کر موت کو نہ بھول جاوے اور خدا سے لاپرواہ نہ ہو جاوے۔''
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 296)

14/اپریل

فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر زخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کی طرف جا رہا ہے پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا ہے۔ (تذکرہ صفحہ 469)

27 اپریل

فرمایا کہ انسان کو چاہئے جب کہیں جاوے تو سب سے نیچی جگہ اپنے لئے تجویز کرے اگر وہ کسی اور جگہ کے لائق ہوگا تو میزبان خود بدل کر جگہ دے گا اور اس کی عزت کرے گا۔

مئی 1903ء: الہام "جے توں میرا ہور ہیں سب جگ تیرا ہو"

فرمایا: مجھے خواب میں دو دفعہ پنجابی مصرعے بتلائے گئے ایک تو یہی جو بیان ہوا ہے۔ اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اس میں ایک مجذوب (جس میں محبت الٰہی کا جذبہ ہو) میری طرف آرہا ہے۔ جب میرے پاس پہنچا تو اس نے یہ پڑھا: "عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی"
(تذکرہ صفحہ 471)

4 مئی 1903 بوقت سیر

اکرام ضیف: مہمانوں کے انتظام اور مہمان نوازی کی نسبت ذکر ہوا۔ فرمایا: میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر جب سے بیماری نے ترقی کی پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہوگئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لئے مجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 402)

2 مئی 1903ء

فرمایا: "کچھ دن ہوئے کہ میں بیماروں کے لئے دعا کرتا تھا ایک شخص کے لئے خاص طور سے دعا کی دیکھا کہ وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور پھر الہام ہوا کہ 'آثار صحت' مگر تصریح بالکل نہیں کہ یہ الہام کس کی نسبت ہے"

8 مئی: منارۃ المسیح کی تعمیر کے خلاف ہندوؤں کی شکایت پر تحصیلدار حضور کی ملاقات کے لئے آئے۔

16 مئی: منارۃ المسیح کے خلاف ہندوؤں کا مقدمہ میجر ڈلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے خارج کر دیا۔

28 مئی 1903: تعلیم الاسلام کالج کی بنیاد رکھی گئی۔ افتتاحی اجلاس حضرت مولوی نور الدین صاحب کی صدارت میں ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الدعا میں اس کالج کے لئے دعا کی۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اس کے پہلے پرنسپل تھے۔ اس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح:

صبح ساڑھے چھ بجے تعلیم الاسلام کالج کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خرابئ صحت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت اقدس کا پیغام سنایا۔ آپ نے فرمایا:

"حضرت اقدس نے مجھے ایک پیغام دیکر روانہ کیا ہے۔ میں نے خلیفۃ اللہ کی خدمت میں تشریف آوری کے واسطے عرض کی تھی آپ نے فرمایا میں اس وقت بیمار ہوں حتیٰ کہ چلنے سے بھی معذور ہوں لیکن وہاں حاضر ہونے سے بہت بہتر کام یہاں کر سکتا ہوں کہ ادھر جس وقت افتتاح کا اجلاس ہوگا میں بیت الدعا میں جا کر دعا کروں گا۔ یہ کلمہ اور وعدہ حضرت خلیفۃ اللہ کا بہت خوش کن اور امید دلانے والا ہے۔ اگر آپ خود بھی تشریف لاتے تو بھی باعث برکت تھا اور اگر اب نہیں لائے تو دعا فرمائیں گے اور یہ بھی خیر و برکت کا موجب ہوگی۔" حضرت مولوی صاحب اس قدر تقریر فرما کر کرسی پر بیٹھ گئے۔

پھر حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی صدارت میں جلسہ کی باضابطہ کارروائی شروع ہوئی۔ اوّلاً تعلیم الاسلام کالج کے ڈائرکٹر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے مختصر تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ سکول نے جو فوق العادت ترقی کی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ تاہم ظاہری اسباب کے لحاظ سے طلباء ان کے والدین اور دوسرے احباب کو اس کی مالی اعانت میں ضرور حصہ لینا چاہئے۔ حضرت نواب صاحب کے بعد حضرت حکیم الامۃ نے نہایت لطیف اور باموقع برجستہ صدارتی خطاب فرمایا۔ چنانچہ آپ نے میز پر رکھے ہوئے قرآن مجید اور کرۂ ارضی نیز سائبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ تم کو اس قرب الٰہی کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے جس عرب کی نابود ہستی بود ہو کر نظر آئی۔ وہ ذریعہ قرآن کریم ہے کہ جس سے اس کرہ پر ان کو حکمرانی حاصل ہوئی تھی۔ مگر اس کے ساتھ ہی اصل جزء یہ تھی کہ فضل الٰہی کا سائبان بھی ان پر تھا۔ کالج کی اصل غرض یہی ہے کہ دینی و دنیاوی تربیت ہو مگر اوّل فضل کا سایہ ہو پھر کتاب پر دستور العمل ہو اس کے بعد دیکھو کہ کیا کامیابی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ فضل خدا کا سایہ تم پر ہو۔ اس کی کتاب دستور العمل ہو۔ کرۂ زمین پر عزت سے زندگی بسر کرو۔ حضرت مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب

نے نظمیں پڑھیں بعد ازاں دعا پر یہ افتتاحی رسم ختم ہوئی۔ جلسہ کے بعد حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جلسہ کامیابی سے اختتام پذیر ہونے کی اطلاع دی تو حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ ''رات سے مجھ کو دل کے مقام پر درد ہوتی تھی اس لئے حاضر نہیں ہو سکا۔ لیکن میں نے اسی حالت میں بیت الدعا میں نماز میں اس کالج کے لئے بہت دعا کی۔ غالباً آپ کا وہ وقت اور میری دعاؤں کا وقت ایک ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 303)

14 جولائی: حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی کابل میں شہادت کا دردناک واقعہ ہوا۔ آپ کو کئی ماہ تک گرفتار رکھا گیا اور سخت اذیتیں دی گئیں اور احمدیت چھوڑنے کی بار بار ترغیب دی گئی مگر آپ کے ایمان پر آنچ نہ آئی۔ آپ کے مقتل پر تین دن سخت پہرہ رہا تا کہ کوئی لاش نکال کر نہ لے جائے مگر آپ کے ایک شاگرد نے 40 دن بعد آپ کی نعش لے جا کر قریب کے مقبرہ میں دفن کر دی اور بعد میں ایک اور شاگرد نے گاؤں سید گاہ میں آپ کی تدفین کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی شہادت پر تحریر فرمایا:

''شہزادہ عبد اللطیف کے لئے جو شہادت مقرر تھی وہ ہو چکی۔ اب ظالم کا پاداش باقی ہے۔

اے عبد اللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔''

14 جولائی: کابل میں ایک خوفناک آندھی کا غیر معمولی طوفان اٹھا جو ظالمانہ موت کی آسمانی شہادت تھی۔

15 جولائی: کابل اور اس کے گرد و نواح میں ہیضہ پھوٹ پڑا جو اپنی شدت کے سبب 1879ء کی وباء ہیضہ سے بدتر تھا۔ سردار نصر اللہ خان کی بیوی اور ایک بیٹا اور شاہی خاندان کے کئی افراد اور ہزارہا باشندگان کابل اس وباء کے ذریعہ لقمہ اجل بنے۔

18 اگست: مہمان نوازی

آپ نے منتظمین باورچی خانہ کو تاکید کی کہ آج کل موسم بھی خراب ہے جس قدر لوگ آئے ہوئے ہیں یہ سب مہمان ہیں اور مہمانوں کا اکرام کرنا چاہئے۔ اس لئے کھانے وغیرہ کا انتظام عمدہ ہو۔ اگر کوئی دودھ مانگے دودھ دو۔ چائے مانگے چائے دو۔ کوئی بیمار ہو تو اس کے موافق الگ کھانا اس کے لئے پکا دو۔ (ملفوظات جلد سوم 415، 416)

23 اگست: حضور نے ایک انگریزی اشتہار لاہور سے شائع فرمایا۔ جس میں پگٹ اور ڈوئی کے متعلق پیشگوئیاں تحریر فرمائیں اور ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی کی۔

3 ستمبر: فرمایا اسہال آنے سے میری طبیعت میں کچھ کمزوری پیدا ہو گئی۔ ایک تھوڑی سی غنودگی میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں طرف دو آدمی پستولیں لئے کھڑے ہیں۔ اس اثناء میں مجھے الہام ہوا:

فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں)

ستمبر: فرمایا مجھے الہام ہوا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ (ترجمہ از مرتب: تمہارے لئے سلامتی ہے خوش رہو) پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا اس کا علاج اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ناموں کا ورد کیا جائے یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ۔

رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔ (تذکرہ صفحہ 485)

10 ستمبر: خواب میں میں نے دیکھا میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے کسی مخالف کی۔ میں اس کو پانی میں دھو رہا ہوں۔ اور ایک شخص پانی ڈالتا ہے جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ساری کتاب دھوئی گئی ہے اور سفید کاغذ نکل آیا ہے۔ صرف ٹائٹل پیج پر ایک نام یا اس کے مشابہ رہ گیا ہے۔

ستمبر 1903ء: حضور نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے 10 ہزار خریدار بنانے کی تحریک فرمائی اور فرمایا: ''میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد یں جہاں تک ان سے ممکن ہو اپنی ہمت دکھلا دیں۔ (-) یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم 496)

نیز فرمایا: اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائے تو رسالہ خاطر خواہ نکلے گا اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔

سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارے دلوں میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔

16 اکتوبر: حضور نے قادیان کے مڈل سکول کی اعانت کے لئے ماہانہ چندہ کی بذریعہ اشتہار تحریک فرمائی۔

20 اکتوبر: شام کے وقت حضرت اقدس نے ذیل کی رؤیا بیان فرمائی کہ ''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کا درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ کرشن جی کہاں ہیں جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا!

''ہے کرشن جی رُوِدّر گوپال''

25 اکتوبر:

قبولیت دعا کا ایک معجزانہ واقعہ

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ہمارے مکرم خانصاحب محمد علیخان صاحب کا چھوٹا لڑکا عبد الرحیم سخت بیمار ہو گیا۔ چودہ روز تک ایک ہی تپ لازم حال رہا اور اس پر حواس میں فتور اور بیہوشی رہی۔ آخر نوبت اختراق تک پہنچ گئی۔۔۔۔ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کو ہر روز دعا کے لئے توجہ دلائی جاتی تھی اور وہ کرتے تھے۔ ۲۵/اکتوبر کو حضرت اقدس کی خدمت میں بڑی بیتابی سے عرض کی گئی کہ عبد الرحیم کی زندگی کے آثار اچھے نظر نہیں آتے۔ حضرت رؤف رحیم تہجد میں اس کے لئے دعا کر رہے تھے کہ اتنے میں خدا کی طرف سے آپ پر کھلا۔

''تقدیر مُبرم ہے اور ہلاکت مقدر ہے''

فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کی یہ قہری وحی نازل ہوئی تو مجھ پر حد سے زیادہ حزن طاری ہوا۔ اس وقت بے اختیار میرے منہ سے نکل گیا کہ یا الٰہی! اگر یہ دعا کا موقعہ نہیں تو میں شفاعت کرتا ہوں۔ اس کا موقع تو ہے اس پر معاً وحی نازل ہوئی

يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سب مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے حضور شفاعت کرے۔

(سیرۃ طیبہ مصنفہ محترم شیخ عبد القادر سوداگرمل صاحب صفحہ 275)

تذکرۃ الشہادتین کی تصنیف و اشاعت

حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کا دل ہلا دینے والا حادثہ شہادت جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نہایت درجہ اہمیت رکھنے والا اور ناقابل فراموش حادثہ تھا۔ لہٰذا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے اس کی تفصیلات بتانے اور جماعت کو حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید اور حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید کا اسوہ حسنہ تا قیامت پیش نظر رکھنے کی تحریک کرنے کے لئے ''تذکرۃ الشہادتین'' تصنیف فرمائی جو اکتوبر 1903ء میں شائع ہوئی۔ حضرت اقدس کا ارادہ تھا کہ یہ کتاب ۱۶/اکتوبر ۱۹۰۳ء کو تالیف کر کے گورداسپور لے جائیں جہاں حضور پر فوجداری مقدمہ دائر تھا۔ لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کو سخت درد گردہ شروع ہو گیا۔ حضور کو خیال ہوا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا۔ صرف دو چار دن ہیں۔ اگر میں اسی طرح درد گردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے تو یہ تالیف نہیں ہو سکے گی۔ تب خدا تعالیٰ نے آپ کو دعا کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے رات کے وقت تین بجے کے قریب اپنے اہل بیت سے کہا کہ اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ سو آپ نے اسی دردناک حالت میں صاحبزادہ مولوی سید عبد اللطیف صاحب شہید کے تصور سے دعا کی کہ یا الٰہی اس مضمون کے لئے میں لکھنا چاہتا تھا تو ساتھ ہی حضور کی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا کہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ یعنی سلامتی اور عافیت ہے یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔ حضور فرماتے ہیں ''پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ میں بالکل تندرست ہو گیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔'' یہ گویا مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی ایک جدید کرامت تھی جو ان کے وفات کی بعد ''تذکرۃ الشہادتین'' کی تکمیل کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی۔'' (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 337، 338)

1903ء: ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔

اکتوبر: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی پہلی شادی حضرت ام ناصر سے ہوئی۔

12 دسمبر: ڈاکٹر ڈوئی نے امریکہ میں دعویٰ کیا کہ اگر میں خدائی زمین پر خدا کا پیغمبر نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں۔

16 دسمبر: حضور نے مقدمہ کرم دین سلسلہ میں اپنے مخصوص عقائد کی فہرست عدالت میں داخل فرمائی۔

25 دسمبر 1903ء

اکرام ضیف

شام کے وقت بہت سے احباب بیرون جات سے آئے تھے۔ آپ نے میاں نجم الدین صاحب مہتمم لنگر خانہ کو بلوا کر تاکیداً فرمایا کہ: ''دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر

تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہے تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کرو۔

27،26 دسمبر کو جلسہ سالانہ قادیان میں منعقد ہوا۔

تصنیفات1903ء

۱۔ **مواہب الرحمٰن:** ۱۴؍جنوری ۱۹۰۳ء مصر سے ایک عربی اخبار ''اللواء'' نکلا کرتا تھا۔ نومبر ۱۹۰۲ء میں اس کے ایڈیٹر نے اپنے پرچہ میں لکھا کہ ایک انگریزی پرچہ سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے ایک شخص نے مسیحیت اور نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے اور کہتا ہے کہ طاعون کا ٹیکا کرانا کچھ مفید نہیں۔ یہ توکل کے خلاف ہے۔ ۲۵؍نومبر ۱۹۰۲ء کو حضرت اقدس کی خدمت میں یہ اخبار پیش ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ: ''معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کرلیا ہے کہ وہ مصر میں اعلان واشاعت کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت اسی طرح ہوئی۔ مخالف بڑے بڑے پیراؤں میں شہادت دیتے تھے۔ سعیدوں کا گروہ ان سے نکل کر الگ ہوگیا اس سے ان کو خبر تو ہوگئی۔''

اس پر حضرت اقدس نے ارادہ فرمایا کہ اخبار 'اللواء' کے جواب میں ایک کتاب عربی زبان میں تصنیف کی جائے۔ چنانچہ آپ نے ''مواہب الرحمٰن'' لکھنا شروع کردیا۔ حضور نے اس کتاب میں ایمان اور رعایت اسباب پر بڑی مبسوط بحث فرمائی ہے۔

۲۔ **''نسیم دعوت''** ۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء۔ حضرت اقدس کی تبلیغی سرگرمیوں کو دیکھ کر قادیان کے آریوں میں بھی جوش پیدا ہوا اور انہوں نے ۷؍فروری ۱۹۰۳ء کو حضور کے خلاف ایک نہایت ہی گندہ اشتہار نکالا جس کا عنوان تھا'' کادیانی یورپ کے چیلوں کی ایک ڈینگ کا جواب'' اس اشتہار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس اور جماعت کے معززین کے خلاف اس قدر بکواس کی گئی تھی کہ الامان والحفیظ۔ اس اشتہار کے جواب میں حضور نے کتاب نسیم دعوت شائع فرمائی۔ اس کتاب میں پہلے تو حضور نے اپنی جماعت کو تاکید فرمائی کہ وہ صبر سے کام لیں اور پھر آریوں کے ایک ایک بات کا جواب دیا۔

۳۔ ''ستاتن دھرم'' ۸؍مارچ ۱۹۰۳ء قادیان کے آریہ صاحبان نے یکم مارچ ۱۹۰۳ء کو ایک جلسہ کیا۔ حضرت اقدسؑ نے اس جلسہ میں اپنی کتاب نسیم دعوت بھجوادی۔ اس کتاب میں سے نیوگ کا ذکر پڑھ کر پنڈت رام بھجدت نے کہا کہ اگر مرزا صاحب اس کتاب سے قبل میرے ساتھ مسئلہ نیوگ پر گفتگو کر لیتے تو نیوگ کے فوائد بیان کر کے میں ان کو تسلی کر دیتا۔ پنڈت جی کی یہ بات سن کر حضرت اقدسؑ نے ایک رسالہ ''ستاتن دھرم'' تصنیف فرمایا۔ جس میں مسئلہ نیوگ کی گندگی نہایت ہی وضاحت سے بیان فرمائی۔ یہ رسالہ ۸؍مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا

۴۔ **''تذکرۃ الشہادتین''** ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء۔ یہ کتاب حضورؑ نے ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء کو شائع فرمائی۔ اس میں حضرت اقدسؑ نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل اور ان کے شاگرد رشید میاں عبد الرحمٰن صاحب کی شہادت کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

۵۔ **سیرت الابدال:** ۱۴؍دسمبر ۱۹۰۳ء۔ یہ ایک فصیح و بلیغ مگر مشکل ترین عربی زبان کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو حضرت اقدس نے مولویوں کی عربیدانی کا امتحان لینے کے لئے تصنیف فرمایا تھا۔ اس رسالہ میں حضورؑ نے ابدال یعنی اولیاء اللہ کی علامات تحریر فرمائی ہیں۔''

(سیرت طیبہ مصنفہ محترم شیخ عبدالقادر صاحب سوداگرمل صفحہ 276، 277)

1903ء کے بعض جلیل القدر صحابہؓ کے نام یہ ہیں:

۱۔ حاجی غلام احمد صاحب آف کریام، ۲۔ صوفی محمد حسن صاحب بروکن ہل، آسٹریلیا، ۳۔ ماسٹر محمد علی صاحب اشرف، ۴۔ سیدزین العابدین، ولی اللہ شاہ صاحب، ۵۔ مولوی محمد جی صاحب، ۶۔ حکیم محمد چراغدین صاحب

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 340، 341)

هذا مِنْ فَضْلِ رَبِّي

K.A.NAZEER AHMED

Mobile: 9847354898
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

All Kinds of Belts, School & Caps
WHOLESALE AND RE
SELLERS
BAG AND CHAPPAL P

APSARA BELT CORNER

میرے ابا جان ۔ ڈاکٹر عبدالسلام

محترمہ : عزیزہ رحمن صاحبہ لاس اینجلز ۔ امریکہ
ترجمہ : محمد زکریا ورک صاحب

محترمہ عزیزہ رحمن ڈاکٹر عبد السلام (مرحوم و مغفور) کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں آپ نے بائیوکیمسٹری میں پی ایچ ڈی کیا۔ آپ اپنے شوہر ڈاکٹر حمید الرحمن (آرتھوپیڈک سرجن) اور چار بچوں کے ساتھ لاس اینجلز میں پچھلے بیس سال سے مقیم ہیں شنید ہے کہ آپ جب لندن سکول میں طالبہ تھیں تو آپ نے اپنے والد کی نئی تھیوری کا ایک امتحان میں ذکر کیا تو ٹیچر کو سمجھ نہ آئی اور آپ کو امتحان میں فیل کر دیا۔ پھر یہ بھی ہوا کہ جب آپ کے والد محترم کو نوبل انعام ملا تو آپ نے ان سے خواہش کی کہ اب تو ہم ضرور نئی کار خرید لیں گے مگر ایسا اس لئے نہ ہو سکا کہ انہوں نے تمام انعامی رقم طلباء کے وظیفوں کے لئے مختص کر دی۔ درج ذیل مضمون اس لئے دلچسپ اور اہمیت کا حامل ہے کہ یہ ایک قابل بیٹی کے اپنے قابل باپ کے بارہ میں دلی جذبات کا آئینہ ہے بیٹی سے زیادہ اور کون اتنا قریب ہوسکتا ہے مضمون کا ایک ایک لفظ ان کی اپنے مشفق باپ سے اتھاہ محبت کا اظہار اور ان کی عظمت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔

محمد زکریا ورک

ایک سوال جو مجھ سے بار بار پوچھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ تمہارے والد واقعتاً کیسے تھے؟ کسی بچے کیلئے ایسے مشکل سوال کا جواب اس کے والد کے بارہ میں دینا اتنا سہل نہیں مگر میرے نزدیک یہ سوال میرے لئے ۔میری بہنوں اور بھائی (احمد سلام) کے لئے خاص طور پر مشکل ہے میرے والد ڈاکٹر عبد السلام واقعتاً ایک منفرد انسان تھے جن کے مقدر میں بانی جماعت احمدیہ کی ایک پیش گوئی کا پورا ہونا مقصود تھا آپ یقیناً اس پیش گوئی کا مصداق بن کر اس سے بار آور ہونے والے پھلوں میں سے پہلا پھل تھے جس کے مطابق حضرت احمد علیہ السلام کے پیروکار علم کی بلندیوں کو چھوئیں گے نیز وہ اس دنیا میں اعلیٰ مقام پائیں گے اس لحاظ سے میرے پیارے ابا جان کے کئی اور سنہری روپ تھے سائنس دان ۔ استاد ۔ بین الاقوامی شخصیت ۔ تیسری دنیا کے سنہری مستقبل بنانے کے چیمپئن اور بلاشبہ ایک مشفق باپ

میرے والد کی غیر معمولی کہانی کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب میرے دادا کو ان کی ولادت باسعادت کی خبر رؤیا کے ذریعہ دی گئی ۲ جون ۱۹۲۵ء کے روز میرے دادا جان جھنگ میں واقع احمدیہ مسجد میں نماز مغرب ادا کر رہے تھے انہوں نے درج ذیل تلاوت کی آیت ختم ہی کی تھی رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان آیت ۷۵) کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ ان کو ایک بچہ تھمایا گیا ہے انہوں نے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ جواباً بتلایا گیا کہ اسکا نام عبد السلام ہے چنانچہ میرے ابا جان کی ولادت ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو جھنگ شہر میں ہوئی اور آپکا نام عبدالسلام رکھا گیا جس کے معنی ہیں امن کا بندہ۔ جھنگ اس وقت پنجاب کا ایک معمولی سا قصبہ بلکہ معمولی سا گاؤں تھا جس میں اس وقت بجلی ابھی نہیں آئی تھی آپ کا خاندان زیادہ مالدار نہ تھا لیکن اس میں تقویٰ ۔ علمی فضیلت اور مذہبی علوم کی تحصیل کی روایت لمبے عرصہ سے چلی آ رہی تھی ۔

اوائل عمر سے ہی آپ میں ذہانت اور فطانت کے آثار نظر آ رہے تھے فی الحقیقت دو سال کی عمر میں آپ نے سب سے صحت مند بچہ ہونیکی بناء پر جھنگ میں انعام جیتا تھا میرے دادا محترم جو اس وقت ڈسٹرکٹ اسکولز کے سپرنٹنڈنٹ تھے انہوں نے اپنے جینئس بیٹے کی صحیح رنگ میں تعلیمی پرورش کی اور اسکی علم سے والہانہ محبت کی حوصلہ افزائی کی میرے والد نے چھ سال کی عمر میں سکول جانا شروع کیا اور سیدھے چوتھی جماعت میں داخلہ مل گیا جلد ہی آپ نے امتحانات میں ریکارڈ توڑنا شروع کئے اور بیس سال کی عمر میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی مولی کریم نے ۱۹۴۶ء میں میرے والد کی کیمرج یونیورسٹی میں تعلیم کیلئے غیب سے سکالرشپ کا انتظام فرمایا جہاں آپ نے ریاضی اور فزکس میں double tripos کے بعد ڈاکٹریٹ کی ڈگری کیلئے ریسرچ کا کام شروع کر دیا جو انہوں نے حیرت انگیز طریق سے پانچ ماہ میں مکمل کر لیا ڈاکٹریٹ کیلئے جو تحقیقی کام آپ نے کیا اس کی بناء پر آپ کو Smith'z Prize سمتھ پرائز نوازا گیا اس کے بعد پرنسٹن یونیورسٹی (نیوجرسی ۔امریکہ) نے آپ کو وہاں آنیکی دعوت دی جہاں آپ نے آئن سٹائن کے ساتھ ایک سال تحقیقی کام کیا۔ اس کے بعد آپ پاکستان

واپس آ گئے اس موہوم امید پر کہ وہ تدریس اور تحقیق کا کام وطن عزیز میں کر سکیں گے مگر یہ بات جلد ہی ان پر منکشف ہو گئی کہ آپ جیسی قابلیت والے جوہروں کیلئے اس ملک میں کوئی مستقبل نہیں ہے لہذا آپ دل برداشتہ ہو کر ۱۹۵۳ء میں کیمرج واپس لوٹ آئے مگر اس بار ان کے ساتھ میں اور میری والدہ تھے۔

اس کے بعد فزکس کے علمی میدان میں آپ کی کامیابیوں کو کوئی شمار نہیں تھا آپ نے زندگی میں ۲۵۰ کے قریب تحقیقی مضامین تحریر کئے آپ کو بے شمار توثیق نامے۔ سرفرازیاں۔ عزت افزائیاں اور بے شمار ایوارڈ دئے گئے ان میں بہت سے ایسے تھے جن کے وصول کرنے والے آپ سب سے پہلے تھے مثلاً آپ پہلے پاکستانی نیز سب سے کم عمر نوجوان تھے جس کو رائل سو سائٹی کا ممبر بنایا گیا اور لندن یونیورسٹی میں آپ سب سے پہلے کم عمر پروفیسر تھے آپ پہلے شخص تھے جسے جیمز میکسویل Maxwell میڈل دیا گیا آپ کو ایٹم فار پیس پرائز دیا گیا اس کے ساتھ درجنوں انعامات اور میڈل ملے تا آنکہ ۱۹۷۹ء میں نوبل انعام سب سے پہلے مسلمان سائنسدان اور پہلے پاکستانی کو ایسا بین الاقوامی انعام ملا آپ کو ۲۴ ایوارڈ اور میڈل ملے ۲۵ ممالک کی سائنس اکیڈمیوں کے آپ ممبر تھے آپ کو ۳۶ آنریری ڈاکٹر یٹ ڈگریاں ملیں اور ۱۹۸۹ء میں برطانیہ کی ملکہ معظمہ نے آپکو آنریری نا یٹ ہوڈ سے نوازا میرے ابا جان کی یادیں میرے ذہن میں اس وقت سے ہیں جب میں نے اور میری والدہ نے کیمبرج نقل مکانی کی تھی اس وقت میری عمر تین سال کی تھی کیمبرج ایک خوبصورت یونیورسٹی ٹاؤن ہے جو کیم CAM دریا کے کنارے آباد ہے ہماری رہائش سینٹ جانز کالج کے پاس چھوٹے سے فلیٹ میں تھی جہاں میرے والد برسر روزگار تھے انہوں نے ٹرینیٹی کالج کی بجائے سینٹ جانز کالج میں ملازمت کو ترجیح دی تھی کیونکہ یہاں کے دلپذیر باغات سب سے زیادہ حسین تھے میرے ابا جان کا ایک ہر دلعزیز مشغلہ ہمیں دریا پر لے جا کر پنٹنگ Punting کرنا ہوتا تھا پنٹ ایک چھوٹی سی کشتی ہوتی ہے جس کو ایک شخص کشتی میں پیچھے بیٹھ کر لانگ پول سے آگے دھکیلتا ہے بجائے گنڈولا جیسی کشتی کے۔ میں اور میری والدہ آگے بیٹھتے تھے اور ابا جان پول سنبھالتے تھے بعض دفعہ پول پانی میں گر جاتا تھا تو پھر کنارے تک پہنچنے کے لئے چھوٹا پیڈل استعمال کیا جاتا تھا۔

کچھ سالوں کے بعد ہم لندن منتقل ہو گئے میرے والد کی امپیریل کالج لندن میں پروفیسر کے طور پر تعیناتی ہو گئی اور وہ اپنے علمی کاموں اور ریسرچ میں حد سے زیادہ مصروف ہو گئے وہ تمام دنیا کے سفر کرنے لگے بعض دفعہ وہ ایک ہفتہ کے دوران چار پانچ ملکوں میں لیکچر دیتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ہماری تعلیم اور تربیت کی نگرانی کے لئے وقت نکال لیتے تھے جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے وہ اس معاملہ میں کافی سختی کرتے تھے وہ ہم سب کو ورک بکس لا کر دیتے اور پھر کالج جانے سے قبل ان صفحات کی نشاندہی کر جاتے جنکا مطالعہ ہمیں کرنا ہوتا تھا جب وہ سمندر پار کے سفروں سے واپس آتے تو ہر ایک کو اپنے کمرہ میں بلاتے اور ہمارے گریڈز اور تعلیمی پروگریس کے بارہ میں استفسار کرتے وہ ہماری دلدہی کرتے اور اپنے اس محبوب مقولہ سے ہمارے اعتماد میں اضافہ کرتے۔ پوری پوری کوشش کرو۔ باقی اللہ پر چھوڑ دو وہ ہم سے بہتر سے بہتر تعلیمی ریکارڈ کی توقع رکھتے تھے اور اکثر ہمیں زیادہ سے زیادہ محنت کرنیکی نصیحت کرتے تھے وہ خود بھی ہر وقت کام میں مگن رہتے تھے ۱۹۶۵ء میں ٹریسٹ میں انٹرنیشنل کالج فار تھیورٹیکل پارٹیکلز کے آغاز کے بعد وہ مسلسل لندن اور ٹریسٹ (اٹلی) کے درمیان سفر کرتے تھے ہمارے گھر میں بھی وہ اکثر گھنٹوں مطالعہ میں منہمک رہتے تھے اور بعض دفعہ تو وہ کمرے سے باہر صرف کھانا تناول کرنے کیلئے آتے تھے ابا جان نے اپنے کمرے میں محبت کی فضا پیدا کی ہوئی تھی جس میں پراسراری بھی شامل تھی ان کے کمرہ کا ٹمپریچر ہمیشہ اونچا ہوتا تھا حتکہ موسم گرما میں بھی درجہ حرارت کافی اونچا ہوتا تھا اس کے ساتھ کمرہ میں بعض مقامات پر اگربتیاں جل رہی ہوتی تھیں جن کے خوشبودار دھوئیں سے کمرہ بھرا ہوتا تھا۔ اسکے بیک گراؤنڈ میں قرآن پاک کی تلاوت کا ٹیپ کیسٹ لگا ہوتا تھا چنانچہ اللہ کا کلام ان کے خیالات میں ہمیشہ سمویا ہوتا تھا جس کا اظہار ان کے مضامین اور تحریروں سے بخوبی ہو تا ہے باہر سڑک سے آنیوالے شور کو کم کرنے کیلئے کمرہ کی کھڑکیوں کے ویلویٹ پردے اکثر کھینچے ہوتے تھے بچپن سے ہی ہم سب کو پتہ تھا کہ جب وہ اپنے کمرہ میں ہوں تو نہ تو اونچی آواز میں بولیں اور نہ ہی گھر میں بھاگیں دوڑیں اگر فون کی گھنٹی ایک سے زیادہ بار بجتی تو فون کو ریسیور سے اتار کر نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔

ابا جان نے اپنے تحقیق کے کام کی عادات کا روزانہ معمول طے کیا ہوا تھا اس پر وہ مذہبی فریضہ کی طرح کاربند رہتے تھے اس فریضہ کو وہ نیند کے وقفوں اور میٹھی گرما گرم چائے سے نباہتے تھے وہ درج ذیل مقولہ پر سختی سے عمل کرتے تھے Early to bed, early to rise, makes man healthy, wealthy and wise. .. وہ رات آٹھ یا نو بجے بستر پر چلے جاتے پھر چند گھنٹوں بعد بیدار ہو کر وہ رات کی خموشی میں تحقیق کا کام کرتے تا آنکہ پو پھٹنے کے وقت ان کی قوت ارتکاز اور قوت تخلیق چوٹی پر ہوتی اسکو برقرار رکھنے کے لئے گرم میٹھی چائے سے بھرا تھرموس اور کچھ کھانے کی چیزیں ہم سونے سے قبل انکے بستر کے قریب رکھ دیتے تھے

ان کی میراث

میرے مشفق ابا جان کی سب سے بڑی میراث ان کتابوں کا خزانہ ہے جو وہ ہمارے لئے چھوڑ گئے نیز علم سے بے تاب لگن جو وہ ہم میں نمود کر گئے بعض دفعہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ سانس لینا اور مطالعہ کرنا انکی فطرت کا حصہ بن چکا تھا انہوں نے ہر موضوع پر کتب کا مطالعہ کیا نیز انکا علم مختلف موضوعات پر بحر بیکراں کی طرح تھا نئی اور پرانی کتب خریدنا انکا محبوب مشغلہ تھا ہمارے گھر کا کوئی کمرہ بشمول باتھ روم کے ایسا نہ تھا جس میں دیواروں پر بک شیلف نہ لگے ہوں اور یہ کتابوں سے بھرے ہوتے تھے ابا جان دنیا کے سفروں کے بعد گھر واپس آتے تو انکا سوٹ کیس کتابوں کے وزن سے پھٹ رہا ہوتا تھا اور میری امی جان کو یہ فکر دامن گیر ہوتی کہ نئی کتابیں اب کہاں رکھیں گے۔

سب سے اہم چیز جو ہمارے والد نے ہمیں سکھلائی وہ وقت کی اہمیت تھی ان کے نزدیک وقت سب سے بیش قیمت تحفہ ہے جس کا زیاں گناہ سے کم نہ تھا ہماری دادی امی بتلایا کرتی تھیں کہ ہمارے والد بچپن سے ہی وقت کی منصوبہ بندی کرنیکے عادی تھے یعنی اتنے گھنٹے روزانہ کھیل کیلئے اور اتنے گھنٹے روزانہ مطالعہ کیلئے حتیٰ کہ جب وہ کھیلنے کے لئے جاتے تو اپنے ساتھ گھڑی لے جاتے اور جونہی کھیل کا معینہ وقت ختم ہوتا تو وہ مطالعہ کیلئے گھر آ جاتے چاہے وہ کھیل کتنا ہی فرحت بخش کیوں نہ ہو؟

وہ ہمیں اکثر تعلیمی سیر و سیاحت جیسے میوزیم۔ انسٹی ٹیوٹس اور تاریخی مقامات کی سیر کرانے کیلئے لے جاتے تھے اتوار کی صبح جب وہ کالج اپنے کام کے سلسلہ میں جاتے تو ہمیں بھی ساتھ لے جاتے بعض دفعہ وہ ہمیں سائینس میوزیم میں اتار دیتے جو امپیریئل کالج کے بلکل ساتھ واقع ہے

ایک روز ہماری خوشی اور تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے ہمیں فلم لارنس آف عریبا دکھانیکا فیصلہ کیا زندگی میں پہلی بار ہم سینما گھر جانے لگے تھے فلم کا ابھی نصف حصہ ختم ہوا تھا کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وقت کا کافی زیاں ہو گیا ہے اس لئے آیئے اب گھر چلیں ہماری مایوسی کا کوئی عالم نہ تھا ہم نے ان سے درخواست کہ باقی کی فلم بھی دیکھ لینے دیں۔ بالآخر وہ مان گئے اس شرط پر کہ وہ خود باہر کار میں جا کر بیٹھ جائیں گے جب فلم ختم ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ وہ کار کے اندر اپنی تھیوریز میں دنیا و ما فیہا سے کلیتاً بے خبر مصروف کار تھے۔ گھر واپس پہنچنے پر ہمیں حکم ہوا کہ اب ہم نے مضمون لکھنا ہے جس میں یہ ذکر ہو کہ ہم نے اس فلم سے کیا سیکھا؟ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ وہ کام میں سے فرصت نکال کر ہمیں رچمینڈ پارک محض کار ڈرائیو یا وہاں پیدل چلنے کیلئے لے گئے یہ پارک ہمارے گھر کے قریب ہے جس میں فطرت کے مناظر بے تحاشا ہیں ایسے مواقع پر میرے والد ہاتھ سے کوئی ایسا موقعہ نہ جانے دیتے کہ وہ ہمیں کوئی سبق یا اچھی کارآمد بات سمجھاتے مثلاً پارک کے اندر ایک رائیڈ میں جو ایک عمودی ڈھلوان پہاڑی سے نیچے جاتی تھی آپ کار کا انجن بند کر دیتے اور کار کو رفتہ رفتہ نیچے جانے دیتے پھر وہ ہمیں کار کے کلچ Clutch اور گیرز gears کے بارہ میں بتلاتے کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں تا ہم یہ جان سکیں کہ کار خود بخود نیچے ڈھلوان پر جا سکتی ہے اگر اسپر گیرز سے پیدا ہونے والی مزاحمت عمل پذیر نہ ہو اگلی بار جب ہم دوبارہ آتے تو جو سبق پچھلی بار سیکھا تھا اسکو دہراتے مزے کی بات یہ ہوتی کہ وہ قوانین فزکس کو بیان کرنے میں بہت محو ہو جاتے اور ہم یہ انتظار کرتے کہ آیا وہ کار کو بریک بھی لگائیں گے یا نہیں؟

تین باتوں سے عشق

ابا جان کو تین باتوں سے وارفتہ لگاؤ تھا ایک تو قرآن مجید دوسرا والدین اور تیسرا وطن عزیز۔ بچپن میں انہوں نے عربی زبان سیکھ لی تھی اس لئے وہ قرآن مجید کی آیات کے معانی سے پوری طرح باخبر تھے وہ آیات کریمہ پر خوب غور و غوص کیا کرتے تھے خاص طور پر وہ آیات جن کا تعلق سائینس سے ہے ان آیات سے وہ روحانی فیضان حاصل کرتے تھے تا وہ اپنی ریسرچ میں ان سے راہنمائی حاصل کر سکیں وہ اپنی تقاریر ہمیشہ درج ذیل قرآنی دعا سے شروع کرتے تھے ربنا و آتنا ما وعدتنا علیٰ رسلك و لا تخزنا یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد (سورة ۳ آیت ۱۹۵)

ہمارے گھر میں وہ اکثر قرآن پاک کی تلاوت ٹیپ کیسیٹ پر سنا کرتے تھے اپنی تقاریر میں وہ آیات قرآنی کے حوالے دیتے نوبل انعام کی تقریب کے موقعہ پر میرے ابا جان کی بین کویت کے موقعہ پر ایڈریس پیش کرنیکی عزت و توقیر دی گئی اس ایڈریس میں انہوں نے سائینس اور مذہب پر بحث کرتے ہوئے قرآن مجید کی درج ذیل آیت پیش کی تھی الذی خلق سبع سموت طباقا۔ ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر ھل تریٰ مِن فَطور. ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیك البصر خاسئاً وّھو حسیر (سورة الملك آیت ٤ اور ٥)

والدین سے محبت

ابا جان کی اپنے والدین کیلئے محبت اور ان کا اپنے بیٹے کیلئے والہانہ عشق فقید المثال تھا میرے دادا جان چوہدری محمد حسین صاحب بذات خود ایک ممتاز شخصیت کے مالک تھے اللہ تعالیٰ سے عشق اور مذہب اسلام سے محبت ان کو اپنی زندگی کے اوائل سے ہی تھی خدا نے انکی رہنمائی دعاؤں اور کشوف و رؤیا سے کی اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر ۱۹۱۴ء میں

احمدیت قبول کی جب وہ محض ۱۲ سال کے تھے میرے والد کی پیدائش کے بعد انہوں نے اپنی زندگی اپنے بیٹے میں جملہ خوبیوں کو اجاگر کرنے اور انکے تعلیمی کیریئر کو بہتر بنانے کیلئے وقف کر دی یہ میرے دادا ہی تھے جنہوں نے میرے والد میں مطالعہ کا ذوق پیدا کیا اور ان میں عرق ریزی و محنت کرنیکا نظم و نسق پیدا کیا۔

دادا جان مرحوم و مغفور کا ایک ہر دلعزیز مقولہ یہ تھا Time &Tide wait for no man میرے پیارے ابا جان دادا مرحوم کے مکمل مطیع اور فرمانبردار تھے وہ انکی رہنمائی کو بغیر سوچے وسمجھے قبول کرتے تھے میری دادی اماں کا نام ہاجرہ تھا جو حافظ نبی بخش صاحب کی دختر تھیں ۔ دادی اماں نہایت رحم دل ۔سراپا محبت اور سادہ لوح انسان تھیں جب کبھی ابا جان امتحان کی تیاری کر رہے ہوتے تو وہ جائے نماز بچھا کر نوافل میں دعا کرتیں کہ کامیابی انکے قدم چومے ۔ وہ میرے ابا جان کی بہت عزت کرتیں تھیں یہی حال ابا جان کا تھا جب میرے والد نے نوبل انعام جیتا تو اس سے ملنے والی رقم سے انہوں نے مستحق طلباء کیلئے ایک سکالرشپ جاری کیا جس کا نام تھا محمد حسین و ہاجرہ حسین فاؤنڈیشن ۔

ابا جان کی یہ وصیت تھی کہ بعد از وفات ان کو والدین کی قبروں کے ساتھ کی جگہ میں دفنایا جائے چنانچہ اللہ کے خاص کرم سے قبرستان میں ان کے لئے قبر کی جگہہ محفوظ کر لی گئی تھی ان کی رحلت کے بعد میں اور میرا بھائی (احمد سلام) ان کے کاغذات دیکھ رہے تھے تو پتہ چلا کہ انہوں نے وصیت نامے میں ایک بات کا اضافہ کیا تھا جو یہ تھا

”اگر کسی وجہ سے مجھے ربوہ نہ لے جایا جا سکے تو میرے کتبہ پر یہ عبارت کندہ ہو اسکی خواہش تھی کہ وہ ماں کے قدموں میں دفن ہو“

پاکستان سے محبت

ابا جان کی وطن عزیز سے محبت زبان زد عام تھی اگر چہ وطن والوں نے انکی قدر نہ کی ۱۹۵۴ء میں انہوں نے برطانیہ منتقل ہونیکا کربناک فیصلہ کیا تھا مگر اسکے باوجود انہوں نے ملک کی خدمت صدر ایوب خان کے سائینسی مشیر کی حثیت سے کی تھی مجھے خوب یاد ہے وہ اس وقت خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے جب ان کو ۱۹۵۹ء میں ستارہ پاکستان سے نوازا گیا جب احمدیوں کے خلاف ایذاء رسانی حد سے بڑھ گئی تو انہوں نے تمام سرکاری عہدوں سے تو استعفیٰ دے دیا مگر انہوں نے پاکستان میں سائینس اور ٹیکنالوجی انکی کوششوں میں ذرہ بھر بھی کمی نہ آنے دی انہوں نے پاکستانی سکالروں (خاص طور پر احمدیوں) کی اس دور میں ہر ممکن اعانت کی جو وہ کر سکتے تھے باوجودیکہ دوسرے ممالک نے انکو شہریت کی پیش کش کی تھی انہوں نے ساری عمر اپنی قومیت نہ بدلی جب وہ سویڈن (نوبل) انعام وصول کرنے گئے تو انہوں ے پگڑی اور اچکن پہن کر اپنے وطن کا نام بلند کیا تھا۔

سائینس سینٹر کا قیام

ملک سے نقل مکانی کرنے کے تلخ تجربے نے ہی تو انکو انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹکل فزکس کی بنیاد رکھنے کی ترغیب دی تھی تا ترقی پذیر ممالک کے سائینس دان دور حاضر کے عظیم سائینس دانوں سے تربیت حاصل کر سکیں اور خود کو اپنے اپنے ممالک میں اکیلا محسوس نہ کریں جس طرح انہوں نے اپنے وطن میں کیا تھا سینٹر کا قیام ۱۹۶۴ء میں عمل میں آیا اور اب تک غریب ممالک کے ہزاروں غریب طلباء اس سے مستفید ہو چکے ہیں پھر انہوں نے ترقی پذیر ممالک میں سائینس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے تھرڈ ورلڈ اکیڈیمی آف سائینس کی بنیاد رکھی ان کا ایک سنہری خواب یہ بھی تھا کہ وہ بین الاقوامی یونیورسٹی قائم کر سکیں تا اسلامی ممالک ایک بار پھر علم اور سائینس میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکیں

باوجودیکہ ان کو اتنی کامیابیاں اور آنرز ملیں میرے ابا جان نے اپنی شخصیت میں غرور کو کبھی بھی ظاہر نہ ہونے دیا انہوں نے خود کو عظیم انسان تصور ہی نہ کیا۔ اپنی عاجزانہ زندگی کے آغاز کو انہوں نے فراموش نہ کیا سب سے بڑھکر یہ کہ وہ کبھی یہ نہ بھولے کہ جو بھی ان کو ملا یہ خداوند کریم کا انعام اور خاص عنایت تھی ۔ یہ وصف میرے والد اور سر محمد ظفر اللہ خان صاحب میں مشترک تھا ان دو انسانوں نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کا مصداق تھے آپسمیں دوستی اور اخوت کو ساری عمر نبھایا جس کا آغاز بھی عجیب طریق سے ہوا۔ میرے ابا جان نے ۱۹۴۶ء میں برطانیہ کے لئے سفر کیا اور ان کا جہاز لیورپول کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا ایک نا قابل یقین اتفاق سے چوہدری صاحب جو اس وقت سپریم کورٹ آف انڈیا کے جج تھے اس بندرگاہ پر اپنے بھتیجے کو لینے کے لئے تشریف لائے تھے ابا جان کا کتابوں سے بھرا بھاری سوٹ کیس کسٹم شیڈ میں پڑا تھا اور اس وقت وہاں کوئی پورٹر نہ تھا چوہدری صاحب میرے والد کو شش و پنج میں دیکھ کر صورت حال کو بھانپ گئے چنانچہ انہوں نے سوٹ کیس ایک طرف سے اٹھایا اور ٹرین تک پہنچا دیا۔ پھر چوہدری صاحب نے دیکھا کہ ابا جان یخ بستہ ہوا سے ٹھٹھر رہے تھے تو انہوں نے اپنا اور کوٹ اتار کر انکو دے دیا یہ اور کوٹ ابا جان نے سالہا سال تک استعمال کیا اور اب بھی یہ انکے بھائیوں میں سے کسی کے پاس محفوظ ہے

ابا جان جب بھی لندن میں قیام پذیر ہوتے تو چوہدری صاحب اتوار

کے روز ناشتہ کے لئے ضرور تشریف لاتے ناشتہ کی میز پر دو عظیم انسانوں کے درمیان ہونے والی گفتگو بہت دلچسپ ہوتی جو مذہب۔سیاست۔اور دیگر موضوعات پر حاوی ہوتی تھی۔میرے ابا جان احباب کو اپنے گھر مدعو کرنا بہت پسند کرتے تھے جسے وہ شہر کا بہترین ریستوران کا نام دیتے تھے جو کہ فی الحقیقت میری امی جان کے کھانا پکانے کی مہارت کو خراج عقیدت تھا انکے مہمانوں میں وزیر۔ڈپلومیٹ۔غیر ملکی اعلیٰ عہدیدار۔پروفیسرز اور بعض دفعہ ان کے طالب علم بھی ہوتے تھے

زندگی کے آخری ایام میں ابا جان کو پیرا سپرانوکلیئر پالسی Para Supranuclear palsy کا عارضہ لاحق ہوگیا اس مرض کے بارہ میں انسانی علم ابھی تک محدود ہے اگر چہ ان کا دماغ اور فہم وفراست آخری وقت تک برقرار رہے مگر ان کے پٹھے رفتہ رفتہ کمزور ہو کر ضائع ہو گئے ابا جان کے یقین کا یہ حال تھا کہ انہوں نے یہ حالت بغیر کسی آہ وبکا کے قبول کر لی اگر چہ انکو بیماری کی آئندہ حالت کی پیش بینی کا شروع سے علم تھا پھر بھی ہم نے علالت کے دوران ان کو شکوہ شکایت کرتے یا بیماری کی شدت کے باعث گریہ زاری کرتے نہ دیکھا۔

اللہ کریم نے اپنے خادم بندے عبدالسلام پر بے شمار فضل اور نوازشیں برسائیں ان کی زندگی مثمر باثمرات اور اچھی تھی انکی رحلت بھی باعزت اور باوقار تھی انکو جو الوداع ملا شاید اس سے وہ خود بھی وفور جذبات سے بھر جاتے ان کے لندن سے ربوہ کے بہشتی مقبرہ تک کے آخری سفر کو میں کبھی بھی چشم تصور سے مٹا نہیں سکتی سڑک کے دونوں کنارے ہزاروں ہزار احباب کا لائن بنا کر کھڑے ہونا تاوہ انکو آخری الوداع کہہ سکیں واقعی جذبات سے بے قابو کرنے والا تھا جنازہ میں تیس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی ان کو ان کے والد مرحوم کے ساتھ والی لحد میں ابدی نیند سلا یا گیا یوں وہ والدہ کے قدموں میں سلائے گئے جیسے کہ انہوں نے خواہش کی تھی

اللہ نے ان کی آمد اور رحلت کی خبر دی تھی جس رات ابا جان کی وفات دو بج کر پینتالیس منٹ پر ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء کو ہوئی اس رات میرے چچا محمد عبد الرشید جو ابا جی کے چھوٹے بھائی ہیں خواب دیکھی میرے دادا خواب میں آئے انہوں نے دیدہ زیب لباس پہنا ہوا تھا اور بہت خوش نظر آ رہے تھے اعلانیہ رنگ میں انہوں نے (پنجابی میں) کہا۔سلام پہنچ گیا اے۔۔یعنی سلام پہنچ گیا ہے۔

اللہ کریم ان کی روح کو اعلیٰ (روحانی) انعامات سے نوازے اور مولیٰ کریم جماعت احمدیہ کو بہت سارے عبدالسلام نوازے آمین اللھم آمین۔

اس مضمون کے ضبط تحریر میں لانے میں بشریٰ (سلام) باجوہ۔امریکہ نے بھی حصہ لیا۔

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

ملک ملک کی سیر (۱۰)

Austria
آسٹریا

از...... شاہد احمد ندیم

83,858 مربع کلومیٹر، آبادی: ۸۱لاکھ۔

طریقِ حکومت: وفاقی نظام، دو ایوان (وفاقی ایوان (۴۶)، قومی ایوان (۱۸۳)؛ سربراہِ حکومت: چانسلر؛ سربراہِ مملکت: صدر؛ دارالخلافہ: Vienna، سرکاری زبان: جرمن، سرکاری مذہب: کوئی نہیں۔ کرنسی: آسٹریلین شلنگ۔ (ایک ڈالر =15.18) (ایک ڈالر=ایک یورو)؛ سالانہ شرح آمدنی: 24,600 ڈالر؛ صدر=Dr.Thomas Kletsil، چانسلر: Chansellor Wolfgang Schussel

آسٹریا کے پہاڑ اور جنگل اس کا اہم خاصہ ہیں۔ مشرقی Alps کے پہاڑ ایک عجیب geologic اور topographical طرز کو پیش کرتے ہیں جس کا سب سے بلند ترین مقام Grossglockner (۱۲،۴۶۰ فٹ) ہے۔

آسٹریا زیادہ تر پہاڑی علاقہ ہے جو جنوب وسطی یورپ میں واقع ہے۔ مغرب میں اسکی سرحد سوئزلینڈ اور Liechtenstein سے، اور شمال شمال مشرق میں سلوویکیا، مشرق میں ہنگری اور جنوب مغرب میں اٹلی سے لگتی ہے۔ اس کا دارالحکومت Viena ہے۔ آسٹریا کا رقبہ 32,378 میل یعنی 83,859 مربع کلومیٹر ہے۔

تاریخ: *Iron Age* (۸۰۰-۴۵۰ ق ب) کے ابتداء میں *Celtic* قبائل یہاں آباد ہو چکے تھے۔ اور پھر بعد میں یہاں لوہے کے وسیع ذخائر کی وجہ سے رومن لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بالآخر ۱۵قبلِ مسیح میں رومن افواج نے یہاں پر قبضہ کرلیا۔ رومن لوگوں نے دریائے *Darube* کے قریب بہت سے شہر بسائے۔ لیکن جرمن قبائل کی طرف سے مسلسل حملوں کی وجہ سے آہستہ-۲ ان کا دفاع کمزور پڑتا گیا اور آخر ۵ویں صدی عیسوی میں *Huns* اور جرمنوں کے بھاری حملوں نے رومن حکومت کا خاتمہ کردیا۔ بعد ازاں بڑی تعداد میں جرمن قبائل یہاں آباد ہوگئے۔

اسی دوران چوتھی صدی عیسوی میں یہاں عیسائیت کا ورود ہوا جو زیادہ تر باقی ماندہ رومن لوگوں میں ہی رائج تھی۔ اس زمانے کے حالات کے متعلق *St. Severinus* کی سوانح حیات تاریخی لحاظ سے کافی مددگار ہے۔

۱۹۴۵ء میں نازی حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد آسٹریا کو شدید مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا اور اقوام متحدہ کی طرف سے دی جانے والی امداد اور امریکہ کی طرف سے مارشل پلان کے تحت دی جانے والی امداد کے ذریعہ ہی ملک میں دوبارہ استحکام ہوا اور صنعتی ترقی پر بہت زور دیا گیا۔ آسٹریا ایک لمبے عرصہ تک سرد جنگ کے دوران سوویت یونین اور اتحادی ممالک کے درمیان زور آزمائی کا ذریعہ رہا۔ جولائی ۱۹۵۵ء میں یہاں موجود تمام غیرملکی افواج ہٹالی گئیں اور ۱۹۵۵ء میں ہی آسٹریا نے اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرلی۔

آبکاری نظام:- آسٹریا ایک جھیلوں کا ملک ہے۔ زیادہ تر جھیلیں Pleistocene کے برفانی تودہ کے ٹوٹنے کی وجہ سے نکلی ہیں۔ سب سے بڑی جھیلیں جن کا ایک حصہ ہمسایہ ممالک میں بھی پڑتا ہے، Lake Constance اور Neusiedler Lake ہیں۔ آسٹریا کے آبکاری نظام کے تحت ۹۶٪ پانی Danube کے دریا میں گرتا ہے۔

نسلی اور لسانی ورثہ:- آسٹریا کے ۹۸٪ لوگ جرمن بولنے والے ہیں۔ Magyars اور Croats لوگ Burgenland میں رہتے ہیں، جبکہ چیک، Siovaks اور ترک نژاد لوگ عام طور پر Vienna میں مقیم ہیں۔ ۹۰ء کے عشرہ میں ملک کی ۸۴٪ آبادی رومن کیتھالک تھی اور ۶٪ لوگ پراٹسٹنٹ تھے۔ باقی ۴٪ لوگ دیگر مذاہب کے پیروکار تھے جن میں قدیم کیتھالک اور Orthodox چرچ، اسلام اور یہودی مذاہب قابلِ ذکر ہیں۔ جب کہ ۶٪ لوگ لامذہب تھے۔

آبادی:- اوسط زندگی کی شرح (۱۹۸۹ء میں مردوں کی شرح ۷۲.۱ سال اور عورتوں کی شرح ۷۸.۸ سال) میں اضافہ کی وجہ سے مسلسل زوال پذیر شرح پیدائش کافی حد تک غیر مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ اس وقت یہاں کی کل آبادی ۸۱ لاکھ ہے۔

اقتصادی صورتحال:- ۱۹۴۶-۴۷ء میں آسٹریائی پارلیمنٹ نے ایک بل پاس کیا جس کے تحت اہم صنعتوں میں سے ۷۰٪ فیصدی کو nationalise کردیا گیا۔ ان صنعتوں میں تین بڑے تجارتی بینک، بھاری صنعتیں، پٹرولیم، تیل، کوئلہ، سٹیل، لوہے وغیرہ کی مصنوعات شامل تھیں۔ لیکن بعد میں قومی صنعتوں کی تعداد کو محدود کرکے ۱۹ کردیا گیا۔ اور ان سب کے انتظامات اور اقتدار کے حقوق ایک بڑی کمپنی Austrian Adiministration Limited-Liability Company کو

سونپ دیے گئے۔ یہ کمپنی سیاسی مداخلت سے پوری طرح محفوظ ہے اور آسٹریا کی اقتصادیات کا ایک اہم جزو ہے اور ۹۰ء کے شروع میں ہی اس کی سالانہ تجارت ۱۵۰ ارب آسٹریائی شلنگ تھی۔

غیر سرکاری سرمایہ کاری زیادہ تر زراعت اور food processing وغیرہ میں مرکوز ہے۔ ویننا کا شاک ایکسچینج یورپ کا قدیم ترین ادارہ ہے جسے ملکہ Maria Theresa نے ۱۷۷۱ء میں قائم کیا تھا۔

درآمدات کا اہم ذریعہ جرمنی ہے جہاں سے آسٹریا اپنی درآمدات کی ۴۳٪ اشیاء منگواتا ہے۔ جبکہ اس کی برآمدات کے لیے اہم منڈی بھی جرمنی ہی ہے جہاں یہ اپنی کل برآمدات کا ۳۸٪ حصہ بھیجتا ہے۔

دفاع: ۱۹۹۶ء میں ملک کے دفاعی صلاحیت ۵۵،۸۰۰ فوجیوں پر مبنی تھی۔ اور ملک کے بجٹ کا ۱٪ حصہ دفاع پر ہی خرچ ہوتا ہے۔

قدرتی وسائل:- آسٹریا دنیا بھر میں قدرتی میگنیزائٹ کا سب سے بڑی پیداوار کرنے والا ملک ہے جو عموماً کیمیائی صنعتوں میں بکثرت استعمال ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں فولاد، لِگنائٹ، جپسم، لیڈ، زِنک اور قدرتی گیس یہاں کی اہم معدنیات ہیں۔ اگرچہ کہ یہاں تیل اور قدرتی گیس کی تلاش ہو چکی ہے مگر پھر بھی اسے اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے درآمدات پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ بجلی کی پیداوار کوئلہ، تیل، قدرتی گیس اور پانی سے ہوتی ہے۔ جنگل بھی یہاں کا اہم قدرتی وسیلہ ہے، کیونکہ کل علاقہ کا ۲/۵ حصہ جنگل پر مشتمل ہے۔

نظام حکومت:- ۱۹۲۰ء کے آئین کے مطابق آسٹریا ایک جمہوریت ہے جس کے قوانین عوام بناتی ہے۔ ایک وفاقی جمہوریت ہونے کے تحت آسٹریا میں ۷ *Lunder* ریاستیں ہیں جہاں ان کی اپنی حکومت چلتی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں نازی جرمنی کے قبضہ کے بعد ہٹلر نے اس آئین کو مسترد کر دیا۔ لیکن بعد ازاں ۱۹۴۵ء میں دوبارہ آزاد ہونے کے بعد ۲۹ء کے آئین کو دوبارہ رائج کر دیا گیا۔ وفاقی صدر اور کابینہ کو بہت سے حقوق حاصل ہیں۔ صدر کا انتخاب ۶ سال کی مدت کے لیے ہوتا ہے۔ صدر وفاقی چانسلروں اور کابینہ کا انتخاب کرتا ہے۔ پارلیمانی نظام کے تحت دو ایوان قائم ہیں۔ پہلا ایوان *National Council* کہلاتا ہے جبکہ دوسرا *Federal Council* کہلاتا ہے۔

معاشرتی زندگی:- آسٹریا نے مصوری، تھیٹر، ادب، تعمیرات، طب اور سائنس کو فروغ دینے میں ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ یہ کلچر جرمن کلچر کے مشابہ ہے جو جرمنی کے علاوہ آسٹریا اور سوئزرلینڈ میں نظر آتا ہے۔ شاہی خاندان کے علاوہ چرچ نے بھی مختلف فنون کو حمایت دی ہے۔ بالخصوص *Maria Theresa (1740-80)* اور *Francis Joseph* *(1848-1916)* کے دورِ حکومت میں سائنس اور آرٹ نے بہت ترقی کی اس دوران ویننا میں دور دور سے سائنس اور فن سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا مجمع ہوتا تھا۔

میوزیم اور تحقیقی ادارہ جات:- آسٹریا کے تمام عظیم ترین میوزیم ویننا میں قائم ہیں۔ یہاں *Museum of Fine Arts* میں جرمن، اٹالوی اور ڈچ فنکاروں کے عظیم فن پارے موجود ہیں۔ *Natural History* میوزیم میں سائنس، تکنیکی اور صنعتی امور سے متعلق بہترین *collecion* موجود ہے۔ اسی طرح *the Post and Telegraph Museum, Technical Museum of Industry* اور *Militrary History* میوزیم تاریخی پہلو سے بہت مفید ہیں۔

یہاں کا قدیم ترین تحقیقی ادارہ *Academy of Science* جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد دورِ وسطیٰ میں ڈالی گئی تھی۔ علاوہ ازیں *Korner Fondation* اور *Renner Foundation* سائنسی تحقیقات میں قابلِ ذکر ہیں۔

مزید معلومات کے لیے فراہم کتب:-

Eugune K, Keefs کی کتاب *Area Handbook for Austria* ملک کے نقشوں اور یہاں کے معاشرتی زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی طرح فیڈرل پریس سروس کی طرف سے شائع شدہ کتاب *Austria, Facts and Figures* سے کافی مفید معلومات اخذ کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح Richard Rickett کی تصنیف کردہ *A Brief Survey of Austrian History* اور Erich Zoliner کی تحریر کردہ *Geschinchte Owterreichs: von den Anfangen bis zur Gegenwart* میں زمانہ قدیم سے لیکر موجودہ زمانہ تک کے آسٹریا کی ایک ضخیم تاریخ دی گئی ہے۔

بھارت میں آسٹریا کا سفارتخانہ:

Embassy of Austria, EP-13, Chandragupta Marg,
Chanakyapuri, New Delhi-110021
Tel.6889050/049/039/037 Fax:688 6929 Email:
aedelhi@del.2.vsnl.net.in

آسٹریا میں بھارت کا سفارتخانہ:

Embassy of India and permanent mission of
India to the UN offices in Vienna, Kaerntnerring
2, A-1015 Vienna, Austria.
Tel: 00-43-1-5058666 Fax: 0-43-1-5059219
Email: indemb@eoivien.vienna.at

استعانت: Encyclopaedia Brittanica 2002

Manorama Yearbook 2003

ارشادات

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرتبہ: مکرم لقمان قادر صاحب بھٹی متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

✿ ایک انسان دوسرے کی کمزوریوں پر اعتراض تو کرتا ہے لیکن اگر وہ اپنے نفس کو دیکھے تو پھر اس کو خود معلوم ہو جائے گا کہ خود میں کس قدر کمزوریاں ہیں۔

✿ تمدنی تعلقات انسان کو تجربہ اور مشاہدہ کرا کے بہت پختہ کر دیتے ہیں۔

✿ تمدن انسان کو رنج کا خوگر اور خوشی میں حد اعتدال سے متجاوز نہ ہونا سکھلاتا ہے۔

✿ کوئی بد سے بدتر انسان بھی ایسا نہیں کہا جا سکتا جس میں کوئی خوبی نہ ہو۔ (الفضل ۱۲رمئی ۱۹۱۷ء)

✿ ایمان ان عقائد کا نام ہے جن کے تسلیم کرنے سے انسان خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور ہر قسم کے دکھ اور تکالیف سے بچ جاتا ہے۔

(الفضل ۲۹رفروری ۱۹۱۴ء)

✿ تبلیغ بہت عمدہ کام ہے مگر تبلیغ کرنے میں بھی انسان کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔ کبھی اگر تقریر اچھی ہوگئی اپنے مقابل کے مباحث کو ساکت کرا دیا تو دل میں غرور آگیا اور کبھی اگر تقریر اچھی نہ ہوئی لوگوں کو پسند نہ آئی تو مایوسی ہوگئی اور کبھی یہ ایک دلیل دیتا ہے دل ملامت کرتا ہے کہ دھوکہ دے رہا ہے۔ اس قسم کی باتیں ہیں جو دل پر زنگ لاتی ہیں۔

✿ نماز وقت پر ادا کرنی چاہیے ہاں اگر کوئی ایسا ہی خاص موقعہ آجائے تو اگر نماز جمع کرنی پڑے تو کرے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں لوگ جھٹ نماز جمع لیتے ہیں یہ مرض نمازیں جمع کرنے کا بہت پھیلا ہوا ہے ایسا نہیں چاہیے۔

✿ مولوی کبھی کتاب نہیں خریدتے، اس کو لغو یا اسراف سمجھتے ہیں .... ضروری نہیں کہ لاکھوں کی ہی کتابیں خریدی جائیں بلکہ جس قدر خرید سکو خرید و۔ یہ اس لیے کہ خریدنے والا پھر اس کتاب کا آسانی سے مطالعہ کر سکے گا۔ ...... دوسری بات اپنی کتاب خریدنے سے یہ ہوتی ہے کہ آزادی پیدا ہوتی ہے احتیاج نہیں ہوتی۔

✿ کبھی دوسرے پر بھروسہ نہ کرو۔

✿ توکل کا نتیجہ ادب ہوگا، خدمت کا نتیجہ محبت ہوگا۔

✿ میرے نزدیک اس شخص کی نماز جائز نہیں ہے جس کے مکان تک آذان جاتی ہے اور وہ جماعت کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہوتا۔

(الفضل ۱۳رمئی ۱۹۱۴ء)

✿ تم خدا کی قدرتوں اور حکمتوں پر غور کرو۔ اور غور کرو کہ تمہیں جہان کی مخلوق سے اعلیٰ بنایا ہے تو پھر تم کبھی نہیں گر سکتے اور تمہاری زندگی خوشی کی زندگی ہو سکتی ہے۔

✿ ایک اچھے لائق استاد کے سپرد لڑکے کر کے لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں تو ...... رب العالمین- رحمٰن، رحیم ملک یوم الدین کے سپرد جو اپنا معاملہ کر دے اس کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس کو خواہ کس قدر تکلیف بھی آئیں تو وہ پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ میرا رہنما مجھے ہر حالت میں جنت کی طرف ہی لے جا رہا ہے۔

✿ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تکلیف آتی ہے وہ بھی ہوشیار کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ (الفضل ۱۴رمئی ۱۹۱۴ء)

✿ تکلیف سے انسان چوکس اور ہوشیار ہوتا ہے۔ ..... راحت اور آرام سے غافل اور سست ہوتا ہے۔

✿ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ نہ تو انسان تکالیف سے گھبرائے اور نہ ہی انعامات میں پڑ کر خدا تعالیٰ سے غافل ہو جائے۔

✿ سچی دوستی اور محبت دنیا میں ہی مقید نہیں ہوتی بلکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہیکہ دنیا میں سچی دوستی اور محبت کرنے والے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے۔ (الفضل ۳۱راکتوبر ۱۹۱۴ء)

خواہ کوئی دین کا ایسا حکم ہو جو تم پسند کرتے ہو اسے بھی کرو اور خواہ ایسا ہو جو تم پسند نہیں کرتے اسے بھی کرو۔

✿ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے ذکر کو پھیلائے گا وہ ضرور بڑھے گا۔ (الفضل ۷رفروری ۱۹۱۷ء)

✿ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گھر والا پوچھتا ہے کہ کون ...... اس طرح پوچھنے پر آگے سے جواب ملتا ہے کہ میں ہوں۔ اگر پوچھا جائے تو اپنا نام بتانا چاہیے تو پوچھنے والا پہچان جائے کہ کون ہے۔

(الفضل ۴نومبر ۱۹۱۲ء)

مشکوٰۃ کی توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے۔ یہ آپ کا تنظیمی فریضہ ہے۔ (مینجر مشکوٰۃ)

اسلامی عبادت حج
فلسفہ اور حکمت

مرتبہ: شاہد احمد ندیم

حجاز کے بے برگ وگیاہ ریگستان میں ایک بچے کے رونے کی آواز آتی ہے۔ بچہ شدت پیاس سے جان بلب ہے۔ ماں ماتا کی ماری سرہانے کھڑی حیران ہے کہ وہ اپنے لختِ جگر کی پیاس کو بجھانے کے لیے کیا سامان کرے۔ پریشان حال ماں اپنے بچہ کو اس طرح جاں دیتے ہوئے نہ دیکھ سکتی تھی اس لیے وہ بچے کو اسی حال میں چھوڑ سامنے موجود ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ جاتی ہے کہ کہیں کوئی بستی کا نشان یا کوئی مدد نظر آ جائے جس سے وہ اپنے بچے کی پیاس یا خوراک کا سامان کر سکے۔ مگر جب اسے آبادی کا کوئی آثار نظر نہیں آتا تو اس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اسی مایوسی کے عالم میں وہ سامنے واقع ایک دوسری پہاڑی پر اُمیدیں باندھے چڑھ جاتی ہے۔ مگر یہاں بھی وہی۔ دور دور تک ریت کے پہاڑ۔ ماں اسی بے چینی اور بے قراری میں ان دونوں پہاڑیوں کے سات چکر لگاتی ہے شاید اس مرتبہ کچھ دکھ جائے۔ بالآخر جب اس کو اپنے بیٹے کی موت کا کامل یقین ہو جاتا ہے تو وہ واپس اپنے بیٹے کی طرف لوٹتی ہے۔ مگر جب وہ اپنے پیارے بیٹے کا حال لینے پہنچتی ہے تو اس کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی، کیونکہ اس کے بیٹے کے پیروں کے قریب ہی ایک چشمہ جاری ہے۔

یہ ماں کوئی اور نہیں بلکہ حضرت ھاجرہؑ تھیں، جنہیں انکے خاوند حضرت ابراہیمؑ نے الٰہی مشیت کی بناء پر اس بے آب وگیاہ بستی میں چھوڑ دیا تھا۔ یہ قربانی کوئی معمولی قربانی نہیں تھی۔ بلکہ اس ضعیف باپ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو جو اس کے بڑھاپے میں اس کا سہارا بن سکتا تھا، محض خدا کی مرضی کے تابع ایک بے آب وگیاہ ریگستان میں بظاہر مرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ مگر خداتعالیٰ جو اپنے بندوں کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کا تو وعدہ ہے کہ انا کذلک نجزی المحسنین۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت حاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اس عظیم الشان قربانی کو ہمیشہ ہمیش کے لیے محفوظ کر دیا اور قربانی کے حقیقی فلسفہ اور مقصد کو لوگوں کے دلوں میں مستحضر کرنے کے لیے حج کی عبادت کو اسلام کے پانچ بنیادی اراکین میں سے ایک رکن قرار دیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی ہونٹوں سے نکلی ہوئی اس دعا کو کمال شان سے پورا فرمایا جس میں آپؑ نے اپنے رب کے حضور استدعا کی تھی کہ رَبَّنَا اِنِّی اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ۞

یعنی اے ہمارے ربّ! یقیناً مَیں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں تیرے معزز گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔ اے ہمارے ربّ! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔ پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں میں سے رزق عطا کر تا کہ وہ شکر ادا کریں۔

حج بظاہر ایک ایسی عبادت ہے جس میں ظاہری عبادات پر بہت زور دیا گیا ہے اور اسے معترضین بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بناتے ہیں مگر فی الحقیقت اگر نظرِ عمیق سے اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ حج کی عبادت کا ہر حصہ توحید اور یگانگت کا عظیم الشان درس دیتا ہے۔ خاکسار نے اس مضمون میں مختصراً انہیں حکمتوں کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

حج کی عبادت کے لیے دنیا کے کونوں کونوں میں بسے ہوئے عشاقِ محمدؐ صدہا تکالیف برداشت کرتے ہوئے زیرِ لب لبیک لبیک اللھم لبیک کا ورد کرتے ہوئے اپنے خدائے واحد و یگانہ کی حمد وثنا کرتے ہوئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پر جمع ہو جاتے ہیں۔

معترضین کہتے ہیں حج کے لیے ایک منفرد مقام کو کیوں خاص کیا گیا۔ واضح ہو کہ ہندوستان کے مسلمان اگرچہ ہندوستان میں اور ترکی کے مسلمان ترکی میں ہی عبادت کی خاطر جمع ہو سکتے تھے مگر ایک خاص مقام کو اس کے لیے چن لینا دراصل اسلام کی وحدت کے لیے ضروری تھا۔ چنانچہ اب ہر قوم وملت سے تعلق رکھنے والا مسلمان بغیر کسی امتیاز اور فرق کے ایک نکتۂ اتحاد پر حاضر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت اس اتحاد کا احساس ہوتا ہے جو خانہ کعبہ کی تعظیم کی وجہ سے اس میں پیدا ہو گی۔ نماز مختلف، روزے مختلف اور زکوۃ بھی علیحدہ ہیں، اگر کوئی چیز ان میں اتحاد پیدا کر سکتی ہے تو وہ مکہ ہے۔ کلمہ طیبہ پر بے شک سب مسلمانوں کا اتفاق ہے مگر اس کا ظاہر میں وجود نہیں ہوتا۔ مگر اس کے بالمقابل خانہ کعبہ وہ مقام ہے جہاں تمام فرقہائے اسلام کا اتحاد و اجتماع ہوتا ہے اور ہر فرقہ اپنے دل کے کینہ و بغض وعناد کو نکال کر یکجا ہوتا ہے

اور ثابت کرتا ہے کہ لاریب خانہ کعبہ ایک ہی ذریعہ اتحاد ہے۔ اس مقام کی عظمت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بھی عیاں ہو جاتی ہے جس میں خدا تعالیٰ اس کی تاریخی اہمیت کو ان الفاظ میں اجاگر فرماتا ہے:-

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ
اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا

(اٰل عمران:۹۷-۹۶)

یعنی سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے فائدہ کے لیے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لیے برکت والا مقام اور موجب ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں وہ ابراہیم کی قیام گاہ ہے اور جو اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن میں آ جاتا ہے۔

یعنی یہی وہ پہلا مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے خاص اپنی عبادت کے لیے منتخب کیا۔ پھر یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ جیسے بڑے بڑے انبیاء پر خدا تعالیٰ کی عظیم الشان تجلیات ظاہر ہوئیں اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّد المرسلین فخر الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعثت کے لیے بھی اسے ہی پسند فرمایا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی ان دردمندانہ دعاؤں کو جو انہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیرِ نو کے وقت کی تھیں، اپنے فضل سے نہ صرف قبول فرمایا بلکہ قیامت تک کے لیے مسلمانوں کے روحانی، سیاسی اور اجتماعی فوائد کے لیے اس مقام کو "مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ" قرار دیا۔ پس حج کے لیے اس سے بہتر اور پاکیزہ مقام کا تصور نہیں کیا جا سکتا جہاں کا چپہ چپہ اس بات کی گواہ ہے کہ خدا کی خاطر قربانیاں دینے والوں کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں کی جاتیں۔

حج کے دوران بندہ اپنے محبوب خدا کو راضی کرنے کے لیے مختلف صورتیں اختیار کرتا ہے اور مختلف حیلوں کے ذریعہ اس کے وصال کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ حج میں عشق کے اس والہانہ اظہار کے فلسفہ اور حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"محبت کے عالم میں انسانی رُوح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اُس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبانِ صادق کے لیے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خُدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور حجرِ اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اس لیے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولۂ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خُدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصوّر کر کے بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگِ آستانہ کو چومتا ہے اور رُوح اس وقت محبوبِ حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے اور اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں۔ ایک دوست ایک دوست جانی کا خط پا کر بھی اس کو چومتا ہے۔ کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا اور نہ حجرِ اسود سے مُرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے و بس۔ جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لیے نہیں ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لیے نہیں۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے جس نے اس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھہرایا۔"

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۰)

حج کی عبادت کے دوران حاجی سفید لباس میں ملبوس ہو کر اس خانۂ خدا کے گرد طواف کرتا ہے۔ جو اس بات کی نشانی ہوتا ہے کہ اُس کا دل اور نفس بھی ہر قسم کے سفلی خیالات کی ملونی سے پاک اور منزّہ ہے اور جس طرح انسان اپنی پیدائش کے وقت پاک فطرت پر پیدا ہوتا ہے اِسی طرح اُس کی بھی نئی پیدائش ہوئی ہے۔ اسی طرح کفن کا لباس بھی سفید ہوتا ہے، گویا جب وہ سفید لباس میں ملبوس مرد و عورت کو خانۂ خدا کے گرد چکر لگاتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کو یومِ محشر کی یاد دلائی جاتی ہے جس دن ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا حساب دے گا۔ یہ منظر سوائے مشعر حرم کے اور کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔ وہ دو اَن سِلی چادریں پہنتا ہے اور اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ دنیوی بندھنوں اور تعلقات سے آزاد ہو کر اس کے آستانہ پر حاضر ہوا ہے۔ پھر وہ اپنے بالوں میں کنگھی بھی نہیں کرتا اور دیوانوں کی طرح اپنے حلیہ اور زینت کے خیال سے بے بہرہ ہو کر اپنے تمام توجہات کا نقطہ مرکزی خدا تعالیٰ کی ذات کو بنا دیتا ہے۔ پھر جب خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتا ہے تو اس کا دل اور رُوح اپنے خالق و معبود کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس کے گرد گھوم رہا ہوتا ہے اور گویا تصویری لحاظ سے وہ اس بات کا اظہار کر رہا ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا نقطہ مرکزی خدا تعالیٰ

کا وجود ہی ہے جس کے گرد وہ گھوم رہا ہوتا ہے جیسے نظام شمسی میں سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں پس کیا ہی خوبصورت رنگ میں انسان اپنی عبودیت کا اظہار کرتا ہے۔ پھر طواف کے آخر میں وہ حجرِ اسود کو چومتا اور بوسہ دیتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے ایک عاشق اپنے معشوق سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو پیار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ظاہر میں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ مَیں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو فائدہ دے سکتا ہے نہ ہی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو مَیں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ پس عشق کے ظاہری اظہار کے لیے یہ افعال رکھے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ یہ دراصل اس لیے ہے کہ حجاج کرام کو حضرت هاجرہؑ کی طرف سے خدا تعالیٰ کی خاطر پیش کی گئیں قربانیوں اور ان کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے افضالِ الٰہیہ یاد کرائے جائیں چنانچہ حاجی بھی حضرت حاجرہؑ کی طرح ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان چکر لگاتا ہے اور اس طرح اس کو تمثیلی زبان میں سکھایا جاتا ہے کہ خدا کی خاطر مشقت اٹھانے والوں کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بھلاتا بلکہ ان کا اور ان کی قربانیوں کا ذکر ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم ان مقامات کی فضیلت ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (بقرۃ:۱۵۹)

یعنی صفا اور مروہ یقیناً اللہ کے نشانات میں سے ہیں سو جو شخص اس گھر (یعنی کعبہ) کا حج یا عُمرہ کرے اُسے اُن کے درمیان تیز چلنے پر کوئی گناہ نہیں۔

حج کا تعلق خلاصۂ عبادات سے ہے، اور صفا، مروہ، منیٰ اور عرفات کے مقامات ایسے مقدس مقامات ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے خارق عادت معجزات ظاہر ہوئے ہیں۔ تجلیات الٰہیہ سے متصف ان مقامات کی زیارت آبِ حیات بن کر ایک مومن کے ایمان کو نئی تازگی اور روحانی نشو ونما عطا کرتی ہے۔

منیٰ کے مقام پر حجاج کرام چھوٹی چھوٹی بُرجیوں کی شکل میں موجود تین جمروں یعنی جمرۃ الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارتے ہیں۔ وہ ان سے اپنی نفرت اور کراہت کا اظہار کرتے ہیں اور تصویری زبان میں یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ شیطانی وساوس سے مجتنب رہیں گے اور ہر ابتلاء کے موقعہ پر اپنی فطرتِ صحیحہ پر ہی عمل کریں گے۔

شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی ادا کی جاتی ہے۔ گویا قربانی دینے والا تصویری زبان میں خدا تعالیٰ کے حضور یہ وعدہ کرتا ہے کہ جس طرح یہ جانور میری خاطر اپنی جان دے رہا ہے اُسی طرح مَیں بھی خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گا۔ اور جب کبھی بھی قربانی کا موقعہ آئے مَیں اپنی جان تک قربان کرنے میں دریغ نہیں کروں گا۔

علاوہ ازیں حجاج کرام اپنے بالوں کو منڈواتے ہیں۔ بال منڈوانا ہر مذہب میں وقف کی علامت ہے۔ اسلام کے علاوہ ہندو مذہب، بدھ مذہب اور عیسائی مذہب میں وقف کے طور پر بال منڈوائے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ آج سے مَیں نے اپنی خواہشات کو خدا کی خواہش کے تابع اور اپنی مرضی کو اس کی مرضیات کے تحت کر دیا۔ اور اپنے وجود کو خدا تعالیٰ کی خاطر پوری طرح وقف کر دیا۔ یہی وہ عظیم الشان قربانی ہے جسے حضرت ابراہیمؑ نے پیش کیا تھا اور خدا تعالیٰ کو وہ قربانی ایسی پسند آئی کہ اسے قیامت تک کے لیے حج کی شکل میں محفوظ کر دیا۔ قرآن کریم نے حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے نکلے ان دعائیہ کلمات کو حقیقی قربانی قرار دیا ہے۔ فرماتا ہے

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (انعام:۱۶۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زندگی میں حج کے حقیقی مفہوم اور حکمت کو سمجھتے ہوئے ان احکام بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

استعانت: ﴿۱﴾ فقہ احمدیہ عبادات صفحہ ۲۷-۳۱۵ ﴿۲﴾ ریویو آف ریلیجنز (اردو) جلد ۱۸ صفحہ ۲۹۳ ﴿۳﴾ ایضاً جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۱ ﴿۴﴾ ایضاً جلد ۳۲ صفحہ ۱ ﴿۵﴾ ایضاً جلد ۲۷ نمبر ۴۔

ولادت

مکرم فیض احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ دہلی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ ۰۲-۹-۲۰ کو پہلی بچی سے نوازا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''خولہ فیض'' نام تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم سید تسنیم احمد صاحب آف آرہ بہار کی پوتی اور مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری نائب ناظر بیت المال آمد کی نواسی ہے۔

بچی کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر اور نیک خادمِ دین بننے کے لیے درخواستِ دعا ہے۔ (ادارہ)

قراردادِ تعزیت

برو فات محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش و مؤلف اصحابِ احمدؑ قادیان

رپورٹ مکرم قائم مقام ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی قادیان و مکرم وکیل الاعلیٰ صاحب تحریکِ جدید و مکرم ناظم صاحب وقفِ جدید کہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ممبر صدر انجمن احمدیہ و سابق ناظر اعلیٰ و سابق وکیل المال تحریکِ جدید و سابق ناظم وقفِ جدید مؤرخہ یکم و ۲ فروری ۲۰۰۳ء کی درمیانی شب وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی اڑسٹھ (۶۸) سالہ طویل جماعتی خدمات کے پیشِ نظر ہر سہ مرکزی انجمنوں، صدر انجمن احمدیہ و انجمن احمدیہ تحریکِ جدید و انجمن احمدیہ وقفِ جدید قادیان کی طرف سے قراردادِ تعزیت پیش ہے۔

مرحوم ۱۱ر جنوری ۱۹۱۳ء کو پاکپٹن ضلع منٹگمری (ساہیوال) میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے بوقت وفات مرحوم کی عمر ۹۰ سال ہو چکی تھی۔ والد ماجد کا نام محترم ملک نیاز محمد صاحب اور والدہ محترمہ کا نام محمودہ بیگم تھا۔ صحابی حضرت مسیح موعودؑ حضرت حکیم دین محمد صاحبؓ آپ کے تایا اور خسر بھی تھے۔ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ آپ کی اہلیہ اوّل تھیں پھر درویشی کے دور میں بھدرواہ کشمیر کی محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ سے دوسری شادی کی۔ آپ نے میٹرک کرنے کے بعد منشی فاضل اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد عربی میں ایم-اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور ۱۹۳۵ء میں اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لیے وقف کیا۔ صدر انجمن کو ایک ٹرینڈ لائبریرین کی ضرورت تھی جس پر آپ کا انتخاب ہوا اور لائبریرین کا کورس کروانے کے بعد آپ کو مرکزی لائبریری قادیان کا انچارج مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ۳۷-۱۹۳۶ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔

تقسیم ملک کے بعد جب قافلے قادیان سے ہجرت کر رہے تھے، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی نگرانی میں آپ کو اور محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز درویش کو ترجیحی بنیاد پر فہرستیں تیار کرنے کا موقع ملا۔ پھر بطور ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ کی ملکیتی جائیدادوں کے دستاویز فراہم کرانے اور رجسٹریشن کی کارروائی میں نمایاں خدمات کا موقع ملا۔ پھر بطور سیکرٹری بہشتی مقبرہ- آڈیٹر ناظر ضیافت- ناظر تعلیم و تربیت- ناظر امور عامہ- ناظر بیت المال آمد- قائمقام ناظر دعوۃ و تبلیغ اور وکیل المال تحریکِ جدید اور لمبا عرصہ انچارج وقفِ جدید اور صدر مجلس وقفِ جدید اور تین سال تک ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے اہم انتظامی عہدہ پر بھی خدمات بجالانے کی سعادت ملی۔ اور تا وفات صدر انجمن احمدیہ کے ممبر ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔ اسی طرح ہفت روزہ اخبار بدر کے ایڈیٹر اور لمبے عرصہ تک پرنٹر و پبلشر بھی مقرر رہے۔

کئی سال تک جلسہ سالانہ کے سٹیج سے ذکرِ حبیبؑ کے موضوع پر تقریر کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ اسی طرح آنریری طور پر ناظم دار القضاء- رکن اصلاح کمیٹی- رکن نگران بورڈ بدر اور صدر کمیٹی مرکزی لائبریری اور رکن کمیٹی برائے سینئر و سلیکشن گریڈ وغیرہ عہدوں پر خدمات بجالاتے رہے۔

سب سے گرانقدر خدمت مرحوم کی وہ سلسلہ تالیف ہے جو درویشی دور میں آپ نے اصحابِ احمدؑ کے نام سے شروع فرمائی اور انتھک محنت اور مالی وسائل کی دقتوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ اور بعض تابعین اور بعض تبع تابعین کی سیرت و سوانح جمع کر کے شائع کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آخر عمر میں بھی جبکہ کمزوری کی وجہ سے مرحوم گھر سے باہر نکلنے سے معذور ہو چکے تھے بستر پر ہی مسوّدات کے ڈھیر میں گھرے رہتے اور لیٹے لیٹے بھی کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے۔

مرحوم کا ایک نمایاں وصف بیماروں کی تیمارداری تھا۔ کسی کو علم ہو یا نہ ہو کہیں کوئی بیمار ہوتا تو ملک صاحب کو ضرور علم ہوتا اور آپ اُس کی عیادت کرتے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعۂ درویشان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے اہلیہ ثانی سے اور ہر دو اہلیہ محترمات سے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ ہر سہ مرکزی انجمنوں کی طرف سے تعزیتی قرارداد کے مذکورہ بالا مضمون کو ریکارڈ کیا جاتا ہے۔

(ریزولیوشن 382/2-2-03 غ-م)

نماز کو قائم کریں اور اپنے دوستوں اور حلقہ احباب کو نماز قائم کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔ (شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

قرارداد تعزیت

بروفات محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش ومؤلف اصحاب احمدؑ

از لجنہ اماء اللہ بھارت

مورخہ ۲؍فروری کی صبح محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان کی وفات کی اطلاع سے قادیان کے ماحول میں اُداسی کی دُھند چھاگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کی وفات سے درویشانِ قادیان کی تاریخ کا ایک اور باب بند ہوگیا۔

کچھ ایسے بھی اس بزم سے اٹھ جائیں گے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

مکرم ملک صلاح الدین صاحب مرحوم نے لمبی عمر پائی۔ ۹۲ سال کی عمر میں دین کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا اور پھر وفات تک خدمت کا سلسلہ جاری رہا۔ مختلف عہدوں پر کام کرنے اور خدمات کے ساتھ آپ کو ایک سال تک حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکریٹری رہنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جلسہ سالانہ قادیان پر کئی سال تک آپ کو ''ذکر حبیب'' کے عنوان سے تقریر کا موقعہ ملا۔ مرحوم کی ایک بڑی خدمت اصحاب احمدؑ کی تألیف ہے جس کے تحت آپ نے چالیس کتب لکھیں۔ اگلی نسلوں کے لیے سلسلہ کے بزرگان کی سوانح محفوظ کرکے آپ نے ان کے لیے ایک گراں قدر خزانہ چھوڑا ہے۔

آپ بہت نرم طبیعت اور سادہ فطرت کے انسان تھے۔ بہت ذہین تھے۔ اور اہم معاملات میں مفید مشوروں سے نوازتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر عطا کرے اور ان کا حامی وناصر ہو۔ آمین

(ریزولیوشن نمبر۳-۲۰۰۳-۲-۳ ۲۲)

اظہار تعزیت

محترم ملک صلاح الدین صاحب سابق ناظر اعلیٰ ومؤلف اصحاب احمدؑ کے انتقال پر ملال پر ادارۂ مشکوٰۃ تعزیت وہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور انکی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر بہترین اور مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اعلانات نکاح

☆ مکرم مولوی عطاء الٰہی احسن غوری صاحب نائب ایڈیٹر مشکوٰۃ، مہتمم مقامی و مدرس جامعۃ المبشرین ولد محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری قادیان کا نکاح عزیزہ ناہید بشارت روحی صاحبہ بنت محترم بشارت احمد صاحب حیدر قادیان کے ساتھ مبلغ -/21,000 روپے حق مہر پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے 28 دسمبر 2002 کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔ عزیزہ ناہید بشارت روحی نشان سنگ ؑ زیدہ حضرت عبدالکریم صاحبؓ کی پڑپوتی ہیں۔

☆ مکرم مولوی رفیق احمد صاحب بیگ مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و مدرس جامعۃ المبشرین ولد عبدالسبحان صاحب بیگ قادیان کا نکاح عزیزہ مبینہ افروز صاحبہ بنت مکرم غلام محمد بٹ صاحب آف آسنور کشمیر کے ساتھ مبلغ -/30,000 روپے حق مہر پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے 28 دسمبر 2002 کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔

☆ مکرم خورشید احمد صاحب خادم مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ولد محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم کا نکاح عزیزہ فریدہ فیروز صاحبہ بنت مکرم فیروز عالم صاحب آف موسی بنی مائنز (جھارکھنڈ) کے ساتھ مبلغ -/25,000 روپے حق مہر پر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے مورخہ 03-1-6 کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔

☆ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب ناصر سیکریٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت واستاذ جامعۃ المبشرین قادیان کا نکاح عزیزہ معراج فاطمہ صاحبہ بنت مکرم عبدالمجید صاحب مرحوم آف گونڈا یوپی کے ساتھ مبلغ -/25,000 روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ 03-1-1 کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔

☆ مکرم سیف اللہ خان صاحب ولد مکرم امان اللہ خان صاحب آف سورو کا نکاح عزیزہ صالحہ خاتون بنت میر امجد علی صاحب آف محی الدین پور سونگڑہ ضلع کٹک سے مبلغ -/15,000 روپے حق مہر پر مکرم مولوی سید فہیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ سکم نے مورخہ 02-6-30 کو پڑھایا۔

ادارہ مشکوٰۃ خوشی کے اس موقع پر ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ تمام قارئین سے ان رشتوں کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ومثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔　　(ادارہ)

جماعت احمدیہ

کو راشٹریہ ایکتا (قومی یکجہتی) ایوارڈ

رپورٹ مرتبہ:- زین الدین حامد نائب نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل

(ہماچل پردیش کی ادبی، ثقافتی اور سماجی تنظیم "ہمونکرش" کے ۲۸ویں سالانہ تقریب کے موقع پر عزت مآب جناب ٹھاکر گلاب سنگھ سپیکر ہماچل ودھان سبھا کے ہاتھوں مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ ہماچل کو دیا گیا۔ قادیان سے دس ہزار افراد پر مشتمل وفد کی شمولیت، صوبہ ہماچل و پڑوسی صوبوں سے ۷۰۰۰ سے زائد افراد کی شمولیت)

۱۹ر جنوری ۲۰۰۳-اونہ (ہماچل پردیش)

صوبہ ہماچل میں ادبی، سماجی اور ثقافتی خدمات میں نمایاں کردار ادا کرنے والی رفاہی تنظیم "ہمونکرش" کی جانب سے مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ ہماچل پردیش کو راشٹریہ ایکتا ایوارڈ کے لیے منتخب کیے جانے کی باقاعدہ اطلاع ملنے پر قادیان سے مکرم ناظر صاحب اصلاح وارشاد کی ہدایت پر ایک وفد محترم موصوف کی قیادت میں شہر اونہ روانہ ہوا۔ جہاں پر مذکورہ تنظیم کے ۲۸ویں سالانہ تقریب کا نہایت شاندار انعقاد ہوا۔ یہ تنظیم گذشتہ ۲۸ سال سے ہماچل میں ادبی، تعلیمی، ثقافتی اور خدمتِ خلق کے میدان میں نمایاں خدمات کی سعادت پا رہی ہے۔ چنانچہ اس سالانہ تقریب میں صوبہ بھر سے اور پڑوسی صوبوں سے بھی نمائندے شامل ہوئے۔

اس موقع پر مختلف ادبی وثقافتی پروگرام مرتب کیے گئے۔ تنظیم کی سالانہ کارگزاری رپورٹ بھی پیش کی گئی۔ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مختلف مکاتب فکر میں نمایاں خدمات پیش کرنے والی تنظیموں اور شخصیتوں کو خصوصی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ جماعت احمدیہ کو اس اعلیٰ ایوارڈ کے لیے منتخب کیا جانا جماعتِ احمدیہ کی اس علاقہ میں غیر معمولی مقبولیت اور ہر دل عزیزی کا ثبوت ہے۔

تقریب تقسیم ایوارڈ کے موقع پر جب محفل میں جماعت احمدیہ کو ایوارڈ کے لیے منتخب کیے جانے کا اعلان کیا گیا تو حاضرین مجلس تجسس سے سٹیج کی طرف دیکھنے لگے۔ اس لیے کہ ایک اسلامی تنظیم کو ایسے ایوارڈ کے لیے منتخب کیا جانا ان کی نظر میں عجیب تھا۔ کیونکہ بعض نام نہاد مسلم علماء کے غلط پراپیگنڈہ کے نتیجہ میں اسلام کی امن بخش تعلیم کے بارے میں یہ لوگ غلط فہمی کا شکار تھے۔ اس موقع پر منتظمین کی طرف سے جماعت احمدیہ کا تفصیلی تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ خدمت خلق اور امن و بھائی چارے کے قیام کے لیے عالمگیر جماعت احمدیہ کی مخلصانہ کاوشوں کی سراہنا کی۔ اور ۱۷۸ ممالک میں جماعت کے قیام نیز، MTA کے عالمی نظام وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں کے مدھر گیت الاپتی ہوئی جماعت احمدیہ نہ صرف ہماچل بلکہ ساری دنیا کے میں انسانیت کی بےلوث خدمت کرنے میں مصروف ہے۔ بعد ازاں مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ صوبہ ہماچل کو stage پر بلایا گیا اور مذکورہ اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔ یہ ایوارڈ، Momento، ہماچلی شال، ہماچلی ٹوپی اور citation پر مشتمل ہے۔ اس موقع پر عزت مآب Speaker کے ساتھ شری وجے کمار چوپڑہ چیف ایڈیٹر ہند سماچار گروپ، محترم ڈی سی صاحب اونہ، محترم ایس پی صاحب اونہ اور بعض دیگر اہم شخصیتیں بھی موجود تھیں۔ جس وقت جماعت احمدیہ کی خدمات کے بارے میں سٹیج سے تعارفی مضمون پڑھا جا رہا تھا، سامعین جماعت کی خدمات کا ذکر سن کر خراج تحسین پیش کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کو ملنے والے اس ایوارڈ کی خبر ہندوستان کے کثیر الاشاعت آٹھ اخبارات میں شائع ہوئی۔ چنانچہ روزنامہ ہند سماچار نے اپنی ۲۳ر جنوری کی اشاعت میں "جماعت احمدیہ کے تنویر احمد خادم راشٹریہ ایکتا کے اعزاز سے سرفراز" کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

جماعت احمدیہ کے شری تنویر احمد خادم کو سنسکرتی وجن کلیان پریشد اونہ ہماچل پردیش کی جانب سے سرو دھرم سیواؤں وقومی ایکتا کے لیے خصوصی اعزاز سے سنمانت کیا گیا۔ شری خادم جماعت احمدیہ صوبہ پنجاب و ہماچل کے نگران ہیں۔ شری خادم کو یہ اعزاز سپیکر ہماچل پردیش ودھان سبھا ٹھاکر گلاب سنگھ نے دیا۔ اس موقعہ پر انکے ہمراہ ہند سماچار گروپ آف اخبارات کے چیف ایڈیٹر شری وجے کمار چوپڑہ وڈپٹی کمشنر ایس ایس پی اونہ بھی موجود تھے۔ محترم تنویر احمد خادم نگران پنجاب و ہماچل نے اس اعزاز پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے تمام مذاہب کے لوگوں کو مذہبی اختلافات بھلا کر انسانیت کی خدمت کی تعلیم دی۔ انہوں نے بتایا کہ تمام مذاہب میں آپس میں بھائی چارہ کے فروغ کے لیے جماعت احمدیہ کے بانی کے علاوہ مختلف سکالرز نے قریب ۲۲۰ زبانوں میں لٹریچر شائع کیا ہے۔ جماعت احمدیہ مذہبی اختلافات سے اوپر اٹھ کر انسانیت کی خدمت کو اولیت دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں جماعت

احمدیہ نے پوری دنیا میں مفت میڈیکل کیمپ وہسپتال قائم کر رکھے ہیں۔شری خادم نے بتایا کہ صرف ہماچل میں ہی ۱۰ مفت میڈیکل ہومیو پیتھک و ایلو پیتھک کیمپ لگا کر ۱۴ ہزار سے زائد مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔اسی طرح پورے بھارت و دنیا کے مختلف علاقوں میں آپسی بھائی چارہ کو قائم رکھنے کے لیے سرودھرم سمیلن منعقد کرواتی ہے۔انہوں نے ان خدمات کا برقرار رکھنے کا یقین دلایا۔شری خادم کو ملے اس اعزاز پر مختلف سیاسی وسماجی پارٹیوں کے نیتاؤں نے خوشی کا اظہار کیا۔"

چنانچہ اسی مضمون کی خبریں روزنامہ اجیت (پنجابی)، روزنامہ جگ بانی (پنجابی)، روزنامہ امر اُجالہ (ہندی)، روزنامہ دینک جاگرن (ہندی)، روزنامہ اجیت سماچار (ہندی)، دویہ ہماچل (ہندی) وغیرہ اخبارات میں بھی شائع ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دنیا کے دیگر ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی جماعت احمدیہ نہایت سرگرمی کے ساتھ بلاامتیاز مذہب وملت دُکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے۔صوبہ ہماچل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو گذشتہ چند سالوں میں نمایاں خدمات کی توفیق ملی ہے۔جلسہ ہائے پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد، فری میڈیکل کیمپ، سیلاب وقدرتی حوادث کے موقع پر بے لوث خدمت قابلِ ذکر ہیں۔جماعتِ احمدیہ کو اس قسم کے ایوارڈ کے لیے منتخب کیا جانا دراصل جماعت کی بے لوث خدمات کا ہی منہ بولتا اعتراف ہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آٹھ سال قبل اسی شہر اونہ کے مقام امب میں مولوی اسماعیل سوگھڑوی کے ساتھ جماعت احمدیہ کے علماء کا مباحثہ ہوا تھا۔اس موقع پر مولوی صاحب موصوف نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہماچل میں جماعت احمدیہ کے پیر جمنے نہیں دیں گے۔اس وقت ہماچل میں ایک بھی جماعت نہیں تھی۔لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۴۵ سے زائد منظم جماعتیں صوبہ میں کام کر رہی ہیں۔اور قریباً یکصد سے زیادہ مقامات پر جماعت کے پودے لگ چکے ہیں۔اور خاص شہر اونہ میں جماعت احمدیہ کا مشن قائم ہے۔اور مسجد زیرِ تعمیر ہے۔

مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم کی رہنمائی میں خدمت میں مصروف صوبہ ہماچل کے جملہ مبلغین ومعلمین وداعیان الی اللہ واحبابِ جماعت مبارک باد کے مستحق ہیں۔جنہوں نے دن رات محنت کر کے باشندگان ہماچل کے دلوں میں جماعت کی محبت پیدا کی۔اخوت اور محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم کرنے میں از حد محنت کی۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز جماعت احمدیہ کے لیے مبارک فرمائے اور باشندگان ہماچل کے دلوں کو اسلام احمدیت کے لیے کھول دے۔آمین۔

Syed Zishan
Prop.
Adnan
Electronics Amroha
Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts
Phone:05922-608260(off),60055(Res)
Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

M. C. Mohammad
Kodiyathoor
SUBAIDA TIMBER
Dealers In.
TEAK TIMBER, TIMBER LOG,
TEAK POLES & SIZES TIMBER
MERCHANTS
Chandakkadave, PO Feroke
KERALA 673631
0495 403119 (O)
402770 (R)

اطفال کیلئے

ضروری باتیں

نبی ہر ملک اور ہر قوم میں آتے رہے ہیں۔ سچا مسلمان وہ ہے جو سب نبیوں کو مانے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک نبی تھے۔ وہ صلیب پر نہیں مرے اور نہ ہی آسمان پر گئے۔ نہ اب تک زندہ ہیں۔ نہ پھر دنیا میں آویں گے۔ بلکہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر پا کر فوت ہو گئے۔ اور سری نگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔

مُردے دُنیا میں نہیں آتے۔ موت سب انسانوں کے لئے ہے۔ خدا کا کوئی قانون بدل نہیں سکتا۔ تین ایک اور ایک تین نہیں ہو سکتے۔ کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ نہ خدا بندہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہیں۔ کسی کا سایہ اُس سے الگ نہیں ہوتا۔

حضرت رسول پاک ﷺ تمام جہانوں کے ہادی ہیں۔ آپؐ کی ہدایت تمام دُنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اب پھیل رہی ہے۔ آپ کا منکر خدا کا مجرم ہے۔ شریروں پر عذاب الٰہی آتا ہے۔ عالمگیر عذاب سے پہلے رسول کا آنا ضروری ہے۔

بے خبر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ امام مہدی آ کر تلوار چلائیں گے۔ اور اسلام کو پھیلائیں گے۔ اسلام میں خونی مہدی کا کوئی کام نہیں۔

آنے والا مہدی آ چکا۔ اور دُنیا کو خدا کا پیغام پہنچا چکا۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

حدیث کی باتیں

1. مومن ریا کار نہیں ہوتا۔ 2. کسی کو گالی مت دو۔ 3. مسلمان کسی مسلمان بھائی کو زبان سے نہ ہاتھ سے دُکھ دے۔ 4. خدا کی نعمتوں کا شکر کرو۔ 5. بڑوں کا ادب کرو۔ چھوٹوں سے محبت کرو۔ 6. قرآن مجید کثرت سے پڑھا کرو۔ یہ نجات کا ذریعہ ہے۔ 9. ہر وقت پاک وصاف رہو۔ خدا پاکوں سے پیار کرتا ہے۔ 10. وعدہ خلافی مت کرو۔ 11. جھوٹ مت بولو۔ 12. سچی گواہی دو۔ 13. سلام کا جواب ضرور دو۔ بلکہ پہلے تم سلام کرو۔ 14. حیادار بندے خدا کو پیارے ہیں۔ 15. غیبت نہ کرو۔ تکبر نہ کرو۔ 16. اخلاق پیدا کرو اللہ تعالیٰ اچھے اخلاق والے سے پیار کرتا ہے۔

(جوہر حفیظ فانی، قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھدرواہ)

RAKESH
JEWELLERS
01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)
MAIN BAZAR QADIAN.
For every kind of Gold and
Silver ornament.
All kinds of Rings &
"Alaisallah" Rings also sold
KISHEN SETH, RAKESH SETH
سو سال پہلے سیٹھ پیارے لعل سراف کی دکان

رسالہ مشکوٰۃ کو قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔ اہل علم حضرات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر مشکوٰۃ)

بعثت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک ذوقی نکتہ

مکرم محمد امین الدین معلم جماعت احمدیہ گیا (بہار)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (سورۃ البقرۃ:۵)

ترجمہ: اور جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

منزل من اللہ اور مامور زمانہ جو ماضی میں تھے وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ سے ثابت ہوتا ہے اور جو نزول قرآن کے وقت زمانہ حال میں ہیں بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس سے ذات مقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اب رہا وَبِالْاٰخِرَةِ کا مامور من اللہ۔ 'آخرت' یعنی زمانہ مستقبل کا دور تو بہت لمبا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ جانے کتنے ہزاروں لاکھوں سالوں تک ممتد ہو۔ پھر مستقبل میں وہ کس دور کا مامور ہے جس کی نسبت خاص طور پر وَبِالْاٰخِرَةِ کہکر قرآن مجید نے رہنمائی کی ہے؟

تو غور فرمائیے کہ وَبِالْاٰخِرَةِ نے خود اس معمہ کو حل کر دیا ہے۔

حروف ابجد کے لحاظ سے 'وَ' کے عدد 6۔ 'ب' کے عدد 2۔ 'ا' کے عدد 1۔ 'ل' کے عدد 30۔ 'ا' کے عدد 1۔ 'خ' کے عدد 600 ۔ 'ر' کے عدد 200۔ 'ت' کے عدد 400 ہیں۔ یعنی اسطرح:-

1240=2+6+1+30+1+600+200+400 ہوتے ہیں۔ اس 1240 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشگوئی میں اس حدیث میں واضح فرمادیا ہے کہ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَمِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِیَّ (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

یعنی جب ایک ہزار دوسو چالیس سال گذر جائیں گے تب خدا تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔ اور اس مہدی کی صداقت کے لئے خدا تعالیٰ چاند اور سورج کو رمضان کے مہینے میں گرہن لگوائے گا۔ جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ ...الخ (سنن دار قطنی باب صفۃ صلوٰۃ الکسوف والخسوف وھیئتھا، مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۱۸۸)

اب اس تعلق سے غور فرمائیں تو بارہ سو چالیس ہجری کے بعد 1250 ہجری میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کی ولادت باسعادت ہوتی ہے۔ اور چالیس سال کے بعد یعنی 1290 ہجری میں آپ کو ماموریت کا الہام ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے آغاز پر مسیح موعود اور امام مہدی کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ جس کی صداقت کے لئے آپ کے عین حیات 1311 ہجری بمطابق 1894ء کے ماہِ رمضان میں ہی چاند اور سورج کے گرہن کا عظیم آسمانی نشان ظاہر ہوتا ہے۔

آج تک کوئی بھی شخص آپ علیہ السلام کے مقابلہ میں مسیح موعود اور امام مہدی بنکر نہیں آیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَلْبَابِ!!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

طالب دعا۔

AHMAD-FRUIT-AGENCY

Commision & Forwarding
Agents
ASNOOR(KULGAM)
KASHMIR

اعلان

تمام قائدین مجالس سے گذارش ہے کہ ماہانہ کارگزاری رپورٹ بروقت بھجوایا کریں۔ کیونکہ مجالس سے آمدہ رپورٹس کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی جاتی ہے۔ اسلئے قائدین مجالس بالخصوص اس کی پابندی کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اخبار مجالس

مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد کی طرف سے لائبریری "عظیم مخزن علم" کا افتتاح

مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ ۱۳ر ستمبر ۲۰۰۲ء عظیم مخزن علم کے نام سے ایک لائبریری قائم کرنے کی توفیق ملی۔ مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صدر جماعت کی صدارت میں منعقدہ ایک پُر وقار تقریب میں اس لائبریری کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے اس لائبریری کے متعلق چند مفید معلومات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس لائبریری میں ہر لحاظ سے برکت ڈالے اور اس کے ذریعہ خدام و اطفال کی علمی تشنگی کو دور کرنے کے سامان بہم فرمائے۔ امین

(وسیم احمد عظیم- قائد مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد)

مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد کے مقامی سالانہ اجتماع کا شاندار انعقاد

☆ نماز تہجد باجماعت ☆ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر درس
☆ علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد کو مؤرخہ ۲۷-۲۹ر ستمبر ۲۰۰۲ء کو اپنے سالانہ اجتماع کے انعقاد کی توفیق ملی۔ تینوں روز جماعتی روایات کے مطابق باجماعت نماز تہجد کا قیام کیا گیا۔ ان مواقع پر محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صدر جماعت نے خصوصی طور پر بعد نماز فجر اسلامی جہاد اور موجودہ دور میں احمدی نوجوان کی ذمہ داریوں پر درس دیے۔

پہلے دن کے پروگرام میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم ناظم صاحب اطفال نے سالانہ رپورٹ کارگزاری اطفال الاحمدیہ پیش کی۔ اس موقعہ پر محترم شیخ عبد العلیم صاحب قائد علاقائی مہاراشٹر نے خدام سے خطاب کیا۔ بعد ازاں خدام و اطفال کے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔

اختتامی تقریب میں محترم عبد العظیم صاحب ناظم انصار اللہ مہاراشٹر نے خدام کو خصوصی خطاب فرمایا۔ بعد دعا یہ اجتماع نہایت خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہترین اور دور رس نیک نتائج ظاہر فرمائے۔

(وسیم احمد عظیم- قائد مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد)

مجلس اطفال الاحمدیہ ایریڈاپلی (آندھرا) کی سالانہ اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت ۲۰۰۲ء پر بہترین کارکردگی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بار سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خاکسار کے ساتھ تین نومبائع اطفال نے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۸ انعامات حاصل کیے۔ اللہ تعالیٰ جملہ نومبائع بچوں کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے اور روشن مستقبل عطا فرمائے۔

(عبد المناف بنگالی- معلم وقفِ جدید بیرون، ایریڈاپلی (آندھرا)

مجلس خدام الاحمدیہ کانپور کی طرف سے تربیتی کلاس کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ کانپور کی طرف سے دار التبلیغ میں ۲۷ر اکتوبر ۲۰۰۲ء کو تربیت کلاس کا انعقاد کیا جس میں کتاب "دینی نصاب" کی تیاری کرائی گئی۔ اس کلاس میں ۱۵ خدام نے شرکت کی۔ بعدہٗ ایک وقارِ عمل کا انعقاد کیا گیا۔ اسی طرح ۳، ۴ اور ۱۰ر نومبر کو بھی وقارِ عمل کا انعقاد کیا گیا جس میں خدام نے جوش و خروش سے حصہ لیا۔

(ایم احمد خان، معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کانپور)

مجلس خدام الاحمدیہ تیماپور

پیارے آقا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل صحتیابی کے لیے مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ایک ایک جانور کی قربانی کر کے ان کا گوشت غرباء میں بطور صدقہ تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ تیماپور میں انصار، خدام اور لجنات نے نفلی روزہ بھی رکھے۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کو کامل صحتیابی عطا فرماتے ہوئے کام کرنے والی عمرِ دراز عطا فرمائے۔

(بشارت احمد سرور- دیودرگ)

قائد صوبائی اڑیسہ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سالِ رواں 2002-03ء کے لیے مکرم محمد ہمایوں عقیل صاحب آف بھوبنیشور کو قائدِ صوبائی مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ مقرر کیا گیا ہے۔ متعلقہ مجالس مطلع رہیں۔

(طاہر احمد چیمہ)
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

بے حالی ضلع گورداسپور میں ہوئے انٹر ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ میں فائنل میچ جیتنے کے بعد احمدیہ کرکٹ کلب قادیان کا ایک گروپ فوٹو۔
(دائیں سے تیسرے) مکرم محمد اسد اللہ صاحب انچارج احمدیہ کرکٹ کلب قادیان ، اور (چوتھے) مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ کیپٹن

صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بنگال کی اختتامی تقریب کے موقع پر مکرم عبدالحلیم صاحب قائد صوبائی
بنگال تقریر کرتے ہوئے۔

مورخہ ۱۱راگست ۲۰۰۲ء کو کاماریڈی ضلع نظام آباد (آندھرا) میں جلسہ سیرۃ النبی کا انعقاد کیا گیا۔ صدر اجلاس کے دائیں طرف مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب اور بائیں طرف مکرم محمد عظمت اللہ غوری صاحب قائد صوبائی آندھرا بھی تشریف فرما ہیں۔ مکرم محمد عطاء اللہ صاحب قائد مجلس چنداپور نظم سناتے ہوئے۔

مکرم مولوی عزیز احمد صاحب ناصر مبلغ انچارج رانچی (جھارکھنڈ) شری اندر سنگھ نامدھاری
سپیکر ودھان سبھا جھارکھنڈ کو قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر پیش کرتے ہوئے۔

مورخہ ۱۰رجولائی کو پالاکرتی میں تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ طلباء کے ساتھ مکرم حافظ سید رسول
نیاز صاحب نائب نگران اعلیٰ آندھراپردیش کا ایک گروپ فوٹو۔

مکرم حافظ سید رسول صاحب نیاز جناب دیا کر راؤ صاحب M.L.A کو جماعتی
لٹریچر پیش کرتے ہوئے۔

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Ph (0194)2003

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.22 February 2003 No. 2

ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں
میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر وفاؤں کے خالق وفا چاہتا ہوں
جو پھر سے ہرا کر دے ہر خشک پودا چمن کے لئے وہ صبا چاہتا ہوں
مجھے بَیر ہرگز نہیں ہے کسی سے میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں
وہی خاک جس سے بنا میرا پُتلا میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں
نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے میں اُس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں
مرے بال و پَر میں وہ ہمت ہے پیدا کہ لے کر قفس کو اُڑا چاہتا ہوں
کبھی جس کو رشیوں نے منہ سے لگایا وہی جام اب میں پیا چاہتا ہوں
رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش مگر میں تو کرب و بلا چاہتا ہوں
دکھائے جو ہر دم ترا حسن مجھ کو مری جاں! میں وہ آئینہ چاہتا ہوں

﴿کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

Tara's Dynamic Body grow

India's No.1 Weight Gainer for All

Weight Gain & Weight Lose باڈی گرو کھاؤ، باڈی بناؤ

WHOELSALE & RETAIL AVAILABLE AT: **BODY GROW GYM**

Santosh Complex, Beside Yadagiri 70mm, Santosh Nagar

M.A. Saleem, Hydrabad (A.P.) Ph. 040-24532488, (Gym) 24443036 (R), Cell-6521162